باب نمبر ۸

# داوشنگ ویل (The Wishing well)

''اور اس طرح ہم نے ان کو اٹھایا
تا کہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں
ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے؟
انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم
انہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو
تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے
تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کو بھیجو
وہ دیکھے
کہ نفیس کھانا کون سا ہے
تو اس میں سے کھانا لے آئے
اور چاہئے کہ نرمی سے بات کرے (اور آہستہ آہستہ آئے جائے)
اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے۔
اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے
تو تمہیں سنگسار کر دیں گے
یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے
اور اس وقت
تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے۔''
سورۃ الکہف (۹۱ تا ۰۲)

.....

غم کی راتیں گزر گئیں۔
نئی صبح نے سورج کا دیدار کروا دیا۔

ماریہ کو یہاں آئے دو مہینے ہو چکے تھے۔اس کی زندگی میں آہستہ آہستہ سکون کی بارش ہو رہی تھی۔وہ بہت مطمئن ہوگئی تھی۔وہ پہلے سے زیادہ ایکٹو بھی ہوگئی تھی۔اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ ماضی کو پیچھے چھوڑ آئی تھی اور زندگی کے ساتھ ساتھ اسی رفتار سے چل رہی تھی۔زندگی نے اسے واپس آنے پہ خوش آمدید کہا۔ماریہ نے اپنے اندر آنے والی تبدیلی کو واضح محسوس کیا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ زبیر اور اپنی بیٹی کو بھول چکی تھی،اب بس وہ حال کو بہتر طریقے سے گزارنے کی کوشش کرتی تھی۔اور فن ایج کے باقی لوگ بھی اپنی زندگیوں میں مگن تھے۔لیڈی مہر.....اس اور فن ایج کی ملکہ،اسی طرح تھیں۔وہ سب سے کم کم بات کرتی تھیں پر وہ سب کی فکر کرتی تھیں۔اس بات کا علم انجلین کو تھا۔وہ بچوں کے بارے میں اسے ہدایات دیتی رہتی تھی۔کبھی کبھار بچوں سے بات بھی کر لیتی تھی۔انہیں شاید اب احساس ہو گیا تھا کہ ان کے ساتھ ہونے والے حادثات کے ذمہ دار باقی لوگ نہیں ہیں۔ان کا صرف بات کرنا ہی کافی تھا اور باقی سب کے لیے بھی اتنا ہی بہت تھا۔ان کی کہانی سن کر ماریہ کے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو گیا تھا۔وہ اب ان کی برائی نہیں کرتی تھی۔ہاں.....کبھی کبھی انجلین سے یا دل میں گلا ضرور کرتی تھی۔اور فن ایج کے چھ بچے، ماریہ کے ساتھ گھل مل گئے تھے۔وہ اب انجلین کو بھی اچھا سمجھتے تھے۔ماریہ نے ان کے ذہنوں کو صاف کر دیا تھا۔اس کے علاوہ اس نے بچوں کو بہت سی اخلاقی باتیں اور علمی لحاظ سے بھی کافی کچھ سکھا دیا تھا۔لیڈی مہر ان سب کو ایسے دیکھ کر بہت خوش تھیں۔اب دوبارہ انہوں نیماریہ کی تعریف بھی کی تھی۔ماریہ کو ان کے منہ سے اپنی تعریف سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ماریہ نے بچوں کو بہت سی کتابیں بھی پڑھا دی تھیں۔اب وہ انگریزی کے فقرے اور لفظ با آسانی لکھ لیتے تھے۔کلاس میں ایک بورڈ لگ چکا تھا۔بچوں کے لیے نئی کتابیں بھی منگوالی تھیں اور کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ رابرٹ سے منگوالیا کرتے تھے۔ماریہ نے لیڈی مہر سے تنخواہ لینے سے منع کر دیا تھا۔وہ ایسے ہی خوش تھی۔کھانے اور پہننے کو مل جاتا تھا۔اس کی زندگی کا مقصد اب کچھ اور تھا۔بچے.....

روزی.....اور فن ایج کی نئی مہمان،وہ ان سب میں اپنا دل لگا چکی تھی۔اسے بچوں سیباتیں کرنا اور ان کے ساتھ کھیلنا سب کچھ بہت پسند تھا۔وہ ماریہ اور انجلین کے بھی بہت قریب ہوگئی تھی البتہ لیڈی مہر سے ابھی فاصلہ ہی تھا۔وہ سب اس کی فیملی بن چکے تھے۔وہ یہاں بہت خوش تھی۔

رابرٹ کا بھی یہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔وہ اور فن ایج کے سارے کام کر دیتا تھا۔وہ سب اسے سارے کام کہہ دیتے تھے۔اس کی ماریہ اور انجلین کے ساتھ بھی اچھی بات چیت شروع ہو چکی تھی مگر ماریہ اس سے فاصلہ ہی رکھتی تھی۔اسے غیر مردوں کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرنا بہت برا لگتا تھا اور یہ ایک اچھی عادت تھی۔

سب کچھ اچھا گزر رہا تھا۔ویسا ہی جیسا ہونا چاہیے تھا مگر کب تک.....؟

☆☆☆☆☆

سورج عین اور فن ایج کے اوپر تھا۔سنہری کرنیں اور فن ایج کر بڑے سے ہال کو رنگ رہی تھیں۔داخلی دروازے سے ٹھنڈی ہوائیں اندر آتیں اور پورے اور فن ایج کا چکر لگا کر دوبارہ باہر چلی جاتیں۔دوپہر کے کھانے کے بعد ماریہ اور سارے بچے

اخلاقیات کی کلاس میں جمع تھے۔

''آج میں آپ کوایک کہانی سناؤں گی۔'' ماریہ اب سب کے سامنے دوانیٹیں اونچے اسٹیج پر کھڑی تھی۔اس نے ہلکے پیلے رنگ کا فراک زیب تن کررکھا تھا۔انجلین اس کے اور روزی کے کپڑے لے آئی تھی۔بالوں کو جوڑے میں قید کیے وہ بہت خوش نظر آئی تھی۔ حال میں جینیکا یہ فائدہ تو ہوتا ہے کہ انسان خوش رہنے لگتا ہے۔وہ صبر اور شکر کرنا سیکھ جاتا ہے۔اس وجہ سیاس کی زندگی میں سکون آجاتا ہے۔

سب بچے ہمہ تن گوش تھے۔بچوں کی عادات کے ساتھ ساتھ ان کے رہن سہن میں بھی واضح تبدیلی نظر آئی تھی۔وہ بہت صاف ستھرا رہنے لگ گئے تھے۔پہلے تو یوں لگتا تھا جیسے وہ مٹی میں رہتے ہیں۔کبھی نہانے کو اہمیت نہ دی ہو جیسے لیکن اب انہیں دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ کسی اچھے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔صاف چہرہ،صاف کپڑے،صاف کمرہ،صاف چیزیں۔صفائی ہو تو انسان بدل جاتا ہے اور یہاں سے ہی تبدیلی کا سفر شروع ہوتا ہے۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں دو دوست رہتے تھے۔وہ روزانہ ساتھ کھیلتے اور وقت گزارتے تھے۔جیسے جیسے وہ بڑے ہوتے گئے،دنوں اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہوتے گئے۔کچھ سالوں بعد وہ دوبارہ ملے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ آؤ میں تمہیں اپنا باغ دکھاتا ہوں۔وہ دونوں باغ میں آگئے۔باغ بہت بڑا تھا۔ہر طرف پھول،پھل اور سبزیاں لگی تھیں۔بڑے بڑے درخت بھی باغ کیچاروں طرف لگے تھے۔''

"جیسے ہمارے اورفن ایج کا باغ ہے؟" وہ نینسی تھی۔وہ ایک دم یوں بول پڑی پھر خود ہی کھڑی ہو کر معذرت کی۔ماریہ نے انہیں بتایا تھا کہ کسی کی بات نہیں کاٹتے۔معذرت کر کے وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ماریہ خاموشی رہی۔

''اگر آپ کا کوئی سوال ہو تو کیا کرنا چاہیے؟'' اس نے سب سے پوچھا۔نینسی کو لگا کہ ماریہ اس سے ناراض ہوگئی ہے۔شاید وہ یہی ظاہر کر رہی تھی تاکہ اسے غلطی پر شرمندگی ہو۔

''اپنا ہاتھ اٹھانا چاہیے۔'' سب نے ایک آواز میں کہا۔نینسی چپ رہی۔وہ شرمندہ تھی۔

''صحیح کہا۔''

نینسی نے سر جھکا لیا۔''سوری۔''

''آئندہ خیال رکھنا نینسی۔'' ماریہ کی آواز میں بھی ناراضگی کا عنصر نمایاں تھا۔

''پھر کیا ہوا تھا سسٹر میری؟'' جارج آگے کہانی سننا چاہتا تھا۔ماریہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکرائی۔

''وہ باغ ہمارے اورفن ایج سے بھی زیادہ بڑا تھا۔یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ وہاں ہر قسم کے پھل اور سبزیاں تھیں۔باغ کو دیکھ کر ایسے لگتا تھا اس سے خوبصورت جگہ اس دنیا میں نہیں ہے۔جو اس باغ کا مالک تھا وہ باغ کی بہت تعریفیں کر رہا تھا۔اس کا دوست خاموشی سے سن رہا تھا۔وہ کیا بولتا؟ اس کے پاس ایسا باغ نہیں تھا۔وہ اپنے دوست کے مقابلے میں بہت غریب تھا۔اس کا دوست اسے باغ کی

تعریفیں کر کے اسے نیچا دکھا رہا تھا۔بس.....یہی اس نے غلطی کی تھی۔وہ غرور کر رہا تھا۔وہ کہتا تھا کہ باغ اس نے خود بنایا ہے۔ایسا باغ کسی کے پاس نہیں ہے۔اس کے دوست نیآ گے سے کچھ بھی نہیں کہا۔پھر اسی رات تیز طوفان آیا۔بارش بھی بہت تیز ہو رہی تھی۔طوفان اتنا تیز تھا کہ اس کا سارا باغ تباہ ہو گیا۔سارے درخت ٹوٹ کر گر گئے۔سارے پودے خراب ہو گئے۔سارے پھل اور سبزیاں خراب ہو گئیں۔طوفان سب کچھ اڑا کر لے گیا تھا۔وہ دونوں جب صبح باغ میں آئے تو حیران رہ گئے۔باغ کے مالک نے کہا یہ اس کا باغ نہیں ہے۔اس نے کہا کہ وہ غلط باغ میں آ گیا ہے مگر یہ اس کا باغ ہی تھا۔اسے یقین آ گیا۔باغ تو مٹی بن گیا تھا۔نجانے درخت پودے کہاں چلے گئے تھے؟ صرف مٹی باقی تھی۔اس کا مالک بہت رویا۔بہت زیادہ.....اس کی ساری محنت تباہ ہو گئی تھی۔اس وقت اس کے دوست نیاس سے کہا کہ یہ سب تمہارے غرور کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔تم نے یہ کیوں کہا کہ ایسا باغ کہیں نہیں ہے؟ تم نے مجھے نیچا دکھایا۔تم نے مجھے غریب کہا۔اب اس کا انجام تمہارے سامنے ہے۔

تو پیارے بچو! جب ہم اپنی چیزوں پر غرور کرتے ہیں تو ہمیں بہت نقصان ہوتا ہے۔اس کہانی سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی چیزوں پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔غرور ہمیں نقصان دیتا ہے۔'' ماریہ نے کہانی ختم کر دی۔یہ واقعہ اس نے سورۃ الکہف میں پڑھا تھا۔اس واقعے کو موضوع بنا کر اس نے بچوں کے سامنے بیان کر دیا۔وہ چاہتی تھی کہ بچوں قرآن کے واقعات ہی کہانی کی صورت میں سنائے۔وہ ایسا ہی کرتی تھی۔

''کیسی لگی آپ کو کہانی؟''

''بہت اچھی۔'' سب نے ہم آواز کہا۔ماریہ نے مسکرا کر سب کو دیکھا۔

''بس اب آپ نے کبھی اپنی زندگی میں اپنی چیزوں پہ غرور نہیں کرنا کیونکہ اس میں آپ کا ہی نقصان ہے۔''

وہ کتنی خوش نظر آ رہی تھی۔بچے اس کی باتوں کو بہت اچھی طرح سمجھنے لگے تھے۔مزید چند باتوں کے بعد کلاس برخاست ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

کلاس ختم ہوئی تو شام اپنا کافی سفر طے کر چکی تھی۔ماریہ ہاتھ میں کپ پکڑے اور فن ایج کے باغ میں کرسی پہ بیٹھی تھی۔نظریں سامنے کنویں پہ تھیں۔اینٹوں پر کالک جم گئی تھی۔کنویں کے اوپر آدھے چکور صورت لکڑی لگی تھی جو کنویں کے گولگول دائرے کی ایک طرف سے شروع ہو کر دوسری طرف جاتی تھی۔اسی لکڑی پہ ایک بالٹی اور ساتھ میں رسی بھی لٹکی ہوئی تھی۔ماریہ کنویں کو بہت غور سید یکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں لیڈی مہر کی گرجتی آواز پڑی۔

''تم یہاں کیوں آئی ہو؟'' انہوں نے کہا۔ماریہ کے ہاتھ سے کپ گرتے گرتے بچا۔وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔

''تم جانتی ہو تمہاری دیکھا دیکھی بچے بھی باہر آنے کی ضد کریں گے۔مجھے ان کا باہر آنا پسند نہیں ہے۔'' ماریہ کچھ بول ہی نہ سکی تھی اور لیڈی مہر نے اپنی بات مکمل کر لی تھی۔

''مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔'' وہ ایک دم سے سنجیدہ نظر آنے لگی۔لیڈی مہر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''کیا بات؟''

''آپ یہاں بیٹھیں۔'' وہ کرسی سے اٹھی اور لیڈی مہر کے ساتھ جا کر کھڑی ہوگئی۔ آنکھوں سے ہی لیڈی مہر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک نظر اس پر ڈال کر کرسی پہ بیٹھ گئیں۔ شان..... کسی ملکہ سے کم نہ تھی۔ اور فن ایج کی ملکہ.....

''بولو۔''

''آپ انہیں باہر کیوں نہیں آنے دیتیں؟'' ماریہ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ لیڈی مہر کے لیے یہ سوال بہت غیر متوقع تھا۔

''کیونکہ مجھے ان کا باہر آنا پسند نہیں۔'' یہ کوئی ٹھوس وجہ تو نہیں تھی۔ وہ خود بھی جانتی تھیں۔

''کیوں؟'' ماریہ نے کہا۔

''کیونکہ..... کیونکہ مجھے نہیں پسند اور تم ہوتی کون ہو میرے ساتھ اس طرح بات کرنے والی؟'' وہ غصے سے لال پیلی ہو کر کرسی سے اٹھ گئیں۔ ماریہ کو اس کی ہی توقع تھی۔ ''یہ اور فن ایج میرا ہے۔ میں یہاں کی ملکہ ہوں۔ میں فیصلہ کرونگی کہ کون یہاں کیا کرے گا اور کیا نہیں۔ تمہیں فکرمند ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ بول کر جانے لگیں تو اپنے عقب سے ماریہ کی آواز سنائی دی۔ وہ رک گئیں۔

''یہ بچے..... یہاں سے نہیں بھاگیں گے۔ آپ ان پر یقین کر سکتیں ہیں لیڈی مہر۔ یہ بچے اس اور فن ایج، مجھ سے، انجلین سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے۔ اگر آپ کو پھر بھی کوئی اندیشہ ہے تو آپ مجھ پر یا انجلین پر اعتبار کر سکتی ہیں، سچ میں! ہمارے پاس اور فن ایج کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے۔'' ماریہ کے الفاظ نے لیڈی مہر کے قدم وہی ساکن کر دیئے تھے۔ وہ واپس سے اس کی طرف مڑیں ''تمہیں اُن بچوں کے بارے میں انجلین نے بتایا ہے؟'' باقی بات کو جیسے انہوں نے نظر انداز کیا ہو۔ وہ ان بچوں کے بارے میں بات کر رہی تھیں جو شروع میں یہاں سے بھاگ گئے تھے۔

''جی۔'' ماریہ نے گہری سانس خارج کی۔

لیڈی مہر کے غصے کو اور ہوا مل گئی۔ وہ لال چہرے کے ساتھ ہی اندر کی طرف جانے لگیں۔ ماریہ سرعت سے سامنے آئی۔

''لیڈی مہر.....'' وہ رک گئیں۔ ''اس میں انجلین کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے اس سے یہ سب پوچھا تھا۔ پلیز آپ اسے کچھ مت کہنا۔ اگر اس نے مجھے یہ سب بتایا ہے تو اس نیا چھا کیا ہے۔ اس طرح میں، آپ کو اور اس اور فن ایج کو بہت اچھے سے سمجھنے لگی ہوں۔ آپ جانتی ہی ہیں کہ آپ کو اب مجھ سے کوئی شکایت بھی نہیں ہوتی۔ میں سارے کام بہت اچھے طریقے سے کر رہی ہوں۔'' ماریہ کی بات ٹھیک تھی۔ لیڈی مہر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے۔

''بچوں کو یہ باتیں پتا نہ چلیں۔ نینسی اور ایلس کو کچھ یاد بھی ہوگا تو اتنا واضح نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ بچوں کے ذہنوں میں کوئی غلط بات گردش کرے۔'' ان کا غصہ غائب ہو گیا تھا۔ ایک سرسری نگاہ ماریہ پہ ڈال کر وہ اندر چلی گئیں۔

ماریہ ہاتھ میں کپ پکڑے، وہیں کھڑی رہی۔ ایک گھونٹ بھرا اور اندر جانے لگی۔ جاتے جاتے اس کی نظر سامنے کنویں پر ضرور

پڑی تھی۔ لیڈی مہر نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔اپنی بات کر کے چلی گئیں۔

اس نے سوچا۔

☆☆☆☆☆

کچن سے ملحقہ کمرے میں وہ سب جمع تھے۔رات ہونے کی وجہ سے ڈائیننگ ٹیبل کے وسط میں ?لاٹین روشن تھا جس کی روشنی کرسیوں پہ بیٹھے سب کی پلیٹوں پہ پڑ رہی تھی۔حسبِ معمول لیڈی? مہر نے سربراہی کرسی سنبھال رکھی ہوئی تھی، باقی سب بھی دوسری کرسیوں پہ بکھرے پڑے تھے۔

''بچوں کی تعلیم کیسی جارہی ہے میری؟'' اپنا کھانا مکمل کرنے کے بعد لیڈی مہر نے میری سے سوال کیا۔

ماریہ نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔''بہت اچھی۔ بلکہ میں آپ سے یہی کہنے والی تھی کہ اب نئی کتابیں لانی ہوں گی۔پچھلی کتابیں تقریباََ ختم ہونے والی ہیں۔''

لیڈی مہر نے سمجھ کر سر ہاں میں ہلایا۔''ٹھیک ہے۔رابرٹ آئے گا تو اسے کہہ دینا۔''

''جی۔''

''کیا تم ان کا امتحان بھی لے رہی ہو؟''

''ابھی نہیں۔بس یہ کتابیں مکمل ہو جائیں تو پھر۔بچوں کو بھی میں اس کے بارے میں پہلے سے آگاہ کر کر دیا ہے۔'' لیڈی مہر کو خوشی ہوئی تھی۔ان کا اورفن ایج بنانے کا مقصد ہی یہی تھا۔چھت اور تعلیم ...... بے سہارا بچوں کے لیے......

وہ انجلین کو تعلیم نہ دے سکیں، جس کا نہیں بہت افسوس تھا۔اب ان بچوں کو علم حاصل کرتا دیکھ کر انہیں دلی خوشی محسوس ہوئی تھی۔

''زبردست۔'' ان کے منہ سے پہلی بار یہ لفظ سن کر ماریہ اور باقی سب کو حیرت ہوئی تھی مگر ماریہ کو خوشی بھی ہوئی تھی۔

''کھانے کے بعد میرے کمرے میں آنا۔'' لیڈی مہر نے ماریہ سے کہا اور کپڑے سے ہاتھ صاف کر کے اٹھیں اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔سب نے کھانا روک کر انہیں جاتے دیکھا تھا۔

''یہ تو معجزہ ہو گیا میری۔'' انجلین نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

''شکریہ شکریہ۔'' وہ داد وصول کرنے والے انداز میں بولی اور اس طرح مسکرائی جیسے کوئی تیر سیدھا نشانے پر مارا ہو۔سب نے کھانا کھایا۔کھانے کے بعد میری اور انجلین آپس میں باتیں کرتیں رہیں۔اتنے میں بچوں نے سارے برتن اٹھا کر کچن میں رکھ دیئے تھے۔ماریہ نے انہیں دوسروں کی مدد کرنا سکھایا تھا۔وہ انجلین کی بہت مدد کرتے تھے۔انجلین پہلے سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتی تھی۔ماریہ کو ان میں تبدیلی دیکھ کر دلی مسرت ہوئی تھی۔کیا ہوا اگر انسان ماضی میں غلطیاں کر آیا ہو؟ وہ اپنے حال کو درست اور خوبصورت بنا کر غلطیوں کا کفارہ تو ادا کر سکتا ہے۔

برتن سمیت کر سب بچے اورفن ایج کے ہال میں چکر لگانے لگے۔

''میں جارہی ہوں اب۔'' ماریہ اور انجلین دیوار کے ساتھ کھڑیں سارے بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔

''ہاں۔'' انجلین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماریہ نے لیڈی مہر کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے اجازت ملی تو اس نے دروازہ آگے کو دھکیلا۔ چرچراہٹ کی آواز آئی اور وہ اندر داخل ہوگئی۔

''آپ نے بلایا تھا لیڈی مہر۔''

''ہاں! یہاں آؤ۔'' اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ ماریہ چلتی چلتی ان کے پاس آ کر کھڑی ہوگئی۔ کمرے میں زرد روشنی پھیلی تھی۔ وہ سنبھل کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔

''میں نے تمہاری بات پر غور کیا ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔'' گہری سانس خارج کی اور بات کا آغاز کیا۔ ''مجھے ہمیشہ سے ہی یہی ڈر رہا ہے کہ یہ بچے بھی کہیں بھاگ نہ جائیں۔ میں بس اس لیے انہیں باہر جانے نہیں دیتی لیکن تمہاری بات ٹھیک ہے کہ ان کے پاس جانے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ دونوں بچے کو فورکس کا راستہ جانتے تھے۔ انہیں تو فورکس کا نام تک نہیں پتا۔ تم انہیں لے کر باہر جاسکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس ان کا بہت خیال رکھنا۔'' لیڈی مہر کی بات سن کر ماریہ کو ان کی تکلیف کا اندازہ ہوگیا تھا۔

''آپ بالکل فکر نہ کریں لیڈی مہر۔ یہ سب بچے میری اولاد کی طرح ہیں۔ میں ان کا بہت خیال رکھوں گی۔'' اس نے تسلی دی۔ لیڈی مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔ چہرے پر بیتے لمحے کی تکلیف دہ یاد نمایاں تھی جسے انہوں نے سر جھٹک کر دور کر دیا۔

''میں چلتی ہوں۔'' ماریہ نے کہا اور جانے لگی۔

''رکو۔'' لیڈی مہر نے پکارا تو وہ واپس پلٹی۔

''جی۔''

''تم جوان ہو، خوش شکل ہو۔ پچیس، چھبیس سال کی ہو۔ تم شادی کر سکتی تھی۔ اچھی زندگی گزار سکتی تھی۔ تو پھر یہاں کیوں آئی؟'' لیڈی مہر کا سوال ماریہ کے لیے بالکل غیر متوقع تھا۔

وہ اداسی سے مسکرائی۔ ''میں.....اچھی زندگی پہلے سے ہی گزار آئی ہوں۔ مجھے شادی کو خواہش نہیں۔'' لیڈی مہر اس کا جواب سن کر حیران ضرور ہوئی تھیں۔

''کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ؟'' پھر سے وہی سوال۔ دنیا نے بھی قسم کھا رکھی ہے جس سوال سے ہمیں نفرت ہوتی ہے، ساری دنیا ہم سے وہی سوال بار بار کرتی ہے۔ بس انسان کو تکلیف دینے کا کوئی موقع ضائع نہ ہو جائے۔

''میں ابھی اس بات کا ذکر نہیں کرنا چاہتی۔ بعض چیزوں پہ پردہ ہی پڑا رہے تو ٹھیک ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ لیڈی مہر نے اسے جاتے دیکھا۔

وہ کتنی اچھی بات کہہ کر چلی گئی تھی کہ بعض چیزوں پر پردہ ہی پڑا رہے تو بہتر ہوتا ہے۔ اگر پردہ اٹھ گیا تو ذلت اور رسوائی کے علاوہ

انسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

لیڈی مہر کے لیے اس کے الفاظ سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ وہ اس سے سو فیصد متفق تھیں کیونکہ ماضی میں لیڈی مہر نے بھی ایسا کچھ کیا تھا جس پر پردہ ہی پڑا ہوا ہے۔ نجانے وہ پردہ کب اٹھے گا؟ جب اٹھے گا تو اپنے ساتھ کون سی قیامت لائے گا؟ وہ سوچ رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆

روزی جب سے یہاں آئی تھی وہ ماریہ کے ساتھ ہی سوتی تھی۔ اب رات کو ہاتھ پکڑ کر سونے والی عادت کی تو چھوٹ گئی تھی مگر ماریہ کے پاس اسے اپنائیت محسوس ہوتی تھی۔ اسی لیے وہ اس کے بہت قریب تھی۔

بالائی منزل کے کمرے میں لالٹین جل رہا تھا۔ چھوٹے سے شعلے نے پورے کمرے کو زرد روشنی میں رنگ دیا تھا۔

بیڈ کے ایک طرف روزی بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ وہ کتاب ماریہ کی تھی۔ ماریہ اس وقت کمرے میں نہیں تھی۔ روزی کو یہ کتاب ساتھ سائڈ ٹیبل کے دراز میں سے ملی تھی۔ اس کتاب کے ساتھ دو تین اور کتابیں رکھی تھیں۔ روزی کو اس کا سرورق پسند آیا تھا۔ اس نے اسے اٹھایا اور پڑھنے لگی۔ ابھی اس نے ایک صفحہ ہی پڑھا تھا کہ اسے باہر کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ وہ گھبرا گئی اور فوراً کتاب بند کر کے واپس وہیں رکھ دی۔ ماریہ نے ان سب کو سکھایا تھا کہ کسی کی اجازت کے بغیر کسی کی کوئی چیز نہیں لیتے۔ اگر وہ روزی کو کتاب پکڑے دیکھ لیتی تو وہ ضرور ناراض ہوتی۔ روزی اس کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دروازہ کھلا اور ماریہ اندر آئی۔ اس کے چہرے پر اداسی رقم تھی۔ جو روزی کو واضح نظر آ گئی تھی۔ وہ چلتی چلتی بیڈ کی دوسری طرف ڈھے سی گئی تھی۔

''کیا ہوا سسٹر میری؟'' روزی نے سوال کیا۔

''کیا بتاؤں روزی؟'' وہ اداسی سے بولی۔

''جو آپ بتانا چاہتیں ہیں۔''

''میں کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ اس بات کا ذکر کے مجھے مزید دکھ ہوگا۔''

''دوسروں کو بات بتانے سے بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ یہ آپ نے ہی مجھے بتایا تھا۔''

ماریہ نے گہری سانس خارج کی۔ ''ہاں! ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔'' وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی۔ کھڑکی کھولی اور ٹھنڈی ہوا کو اندر آنے دیا۔ ہوا نے لالٹین کے شعلے کو ہلا کر رکھ دیا تھا پر وہ ڈٹا رہا اور ہوا ہار کر واپس باہر چلی گئی۔

''ان پہاڑوں نے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ مجھ سے میری سب سے خوبصورت چیز چھینی ہے۔ میں یہاں کبھی نہیں آنا چاہتی تھی مگر..... قسمت انسان کے مطابق نہیں چلتی۔ وہ اپنی مرضی کرتی ہے۔ مجھے وہاں لا کر پٹخا، جہاں میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ میں جب جب اس پہاڑ کو دیکھتی ہوں مجھے لگتا ہے وہ یہیں کہیں ہے میرے پاس۔ بالکل قریب۔'' وہ رو دی۔

روزی نے اسے ایسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔اسے بھی دکھ ہوا تھا۔وہ اٹھ کر ماریہ کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''کون ہے وہ؟''

''میرے وجود کا حصہ۔''

''وہ یہیں کہیں ہوگی۔مجھے یقین ہے۔'' روزی نے پر جوش ہو کر کہا۔شاید وہ ماریہ کو تسلی دینا چاہتی تھی۔

ماریہ اداسی سے مسکرائی اور اس کے گال پہ ہاتھ پھیرا۔

''اللہ کرے۔''

اس نے سوچا۔

وہ دوبارہ باہر دیکھنے لگی۔روزی نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔سامنے نظر آتے ظالم پہاڑ کو نفرت سے دیکھا اور دل میں ٹھان لیا کہ وہ پتا لگائے گی کہ ماریہ کس کی بات کر رہی ہے۔اسے جیسے ہی پتا چلے گا وہ اسے ڈھونڈنے ضرور جائے گی۔کیا پتہ وہ زندہ ہو؟ ہوسکتا ہیوہ اسے مل جائے۔وہ سب کو تیار کر لے گی۔سب کو ساتھ لے کر جائے گی اور ماریہ کو اس کا کھویا ہوا حصہ واپس لا کر دے گی۔وہ ماریہ کو خوش کر دے گی۔لیکن افسوس.....وہ حقیقت سے نا آشنا تھی۔اس کی سزا دہ بھگت لے گی۔

''چلو سو جاؤ اب۔'' ماریہ نے کہا اور کھڑکی بند کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔روزی دماغ میں نیا لائحہ عمل تیار کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

''ماما۔''

''ماریہ مجھے بچالو۔''

''ماما۔''

''ماریہ پلیز مجھے بچالو۔پلیز۔''

''ماما۔''

''ماریہ۔''

''زبیر۔'' وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی۔سانسیں گہری ہوگئیں۔پیشانی پہ پسینہ آ گیا تھا۔

ساتھ لیٹی روزی بھی گھبرا کر اٹھ گئی۔

''کیا ہوا سسٹر میری؟'' اس نے پریشانی سے پوچھا۔ماریہ کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔

''میری بیٹی..... مجھے بلا رہی تھی۔میرا شوہر مجھے آوازیں دے رہا تھا۔میں نے ایسا خواب پہلے کبھی نہیں دیکھا روزی۔'' وہ تڑپ اٹھی تھی۔آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہوا تو باہر بارش کے قطرے آہستہ آہستہ زمین پر گرنے لگے۔

''آپ پریشان نہ ہوں سسٹر میری۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' روزی فکرمندی سے بولی۔وہ ماریہ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ماریہ

اس کے بہت قریب تھی۔

ماریہ نے آنسو صاف کیے اور سر اثبات میں ہلایا۔دل میں، ان شائ اللہ کہا اور لیٹ گئی۔

نیند کی وادی میں روزی نے قدم رکھ لیا مگر ماریہ.....وہ ماضی کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔

''تم میرے ساتھ خوش ہو ناں؟'' زبیر نے اس سے پوچھا تھا۔وہ دونوں بیڈ پہ بیٹھے تھے۔ان کی دو سالہ بیٹی ان کے درمیان میں سو رہی تھی۔

''بہت زیادہ۔میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مجھے آپ جیسا اچھا شوہر ملے گا۔میری زندگی اتنی مکمل کبھی نہیں تھی۔'' وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔اس کے پاس ہر چیز تھی۔

''مجھے خوشی ہے کہ تم میرے ساتھ خوش ہو۔'' زبیر دھیما سا مسکرایا۔ماریہ کی آنکھوں سے آنسو گر کر تکیے میں جذب ہو گئے۔وہ زبیر کے ساتھ کتنی خوش تھی اور اب اس کے بغیر زندگی کتنی نامکمل سی تھی۔وہ اسے بہت یاد کرتی تھی۔اپنی بیٹی سے بھی زیادہ زبیر اس کی زندگی میں مسیحا بن کر آیا تھا۔اس نے اسے جینا سکھایا تھا۔اس نیماریہ کو زندگی کا اصل مقصد سمجھایا تھا۔اسے ایمان کے نور سے آشنا کیا تھا۔اس کے بچھڑنے کے باوجود اسے یقین نہیں آتا تھا کہ زبیر اس دنیا سے چل گیا ہے۔وہ کبھی بھی ایسے الفاظ منہ سے نہیں نکالتی تھی۔ایسے الفاظ اس کی زبان پہ آتے ہی نہیں تھے۔وہ جب بھی دعا کرتی تو یہی کہتی کہ اللہ زبیر کو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے۔اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

جو شخص آپ کے دن رات کا ساتھی ہو،اس کے بارے میں موت جیسی کڑوی حقیقت کو دل سے قبول کرنا بہت مشکل کام ہے۔

ماریہ کے آنسو رک گئے تو باہر بارش کے قطروں کے گرنے کی رفتار تیز ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

صبح بارش کے بعد موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔سفید بادل دور، بہت دور کہیں کہیں دکھائی دے دیتے تھے مگر اور فن ایج کے بالکل اوپر کا آسمان صاف تھا۔ماریہ اس کے بعد صحیح سے سوئی نہیں تھی۔وہ جلدی اپنے کمرے سے باہر آ کر باغ میں چلی گئی۔بارش کے باعث باغ کی ہری بھری گھاس گیلی تھی۔کچھ حصے میں پانی کھڑا تھا۔ماریہ کے پیر بھیگ گئے اور ساتھ ساتھ اس کے لمبے فراک کا نچلا حصہ بھی..... وہ پودوں کو دیکھ رہی تھی۔بیلوں اور پھولوں پر شبنم کے قطرے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔قدرت کی خوشبو نے اس کے مزاج کو اچھا کر دیا تھا۔وہ یوں ہی باغ میں چکر لگاتی رہی۔چلتے چلتے وہ پھولوں پہ ہاتھ پھیرتی جاتی۔شبنم کیقطرے اس کے ہاتھوں پر لگ گئے تھے۔وہ پہلے سے بہتر محسوس کر رہی تھی۔

ایسے ہی اس کی نظر اس کنویں پہ پڑی۔وہ مسکرا دی۔بچپن میں اس کی مام اسے کہانی سنایا کرتی تھیں۔

The wishing well۔وہ اس پر یقین بھی کرتی تھی پھر جیسے جیسے اس نے عقل و شعور کی وادی میں قدم میں رکھا۔اس پہ اس کہانی کی

حقیقت کھل گئی۔اپنا بچپن یاد کر کے وہ ہنس دی۔دفعتاً اس کے ذہن میں خیال آیا کہ آج وہ یہی کہانی بچوں کو سنائے گی۔

اس نے باغ کے کافی چکر لگائے۔ذہن میں بہت کچھ گردش کر رہا تھا مگر اس نے کسی چیز کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا۔چلتے چلتے اسے ایک پھول نظر آیا۔وہ رکی اور ذرا جھک کر اس پھول کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔اس نے اپنے اندر تازگی محسوس کی، پھر اس نے وہ پھول توڑ لیا۔وہ ابھی اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی۔

''تم کیا کر رہی ہو یہاں؟'' وہ انجلین تھی۔ماریہ اس کی طرف مڑی۔بھاری وجود پہ سفید رنگ کا فراک اور اس پہ ایپرن پہنے وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''کچھ نہیں۔بس نیند نہیں آ رہی تھی تو یہاں آ گئی۔باغ بہت خوبصورت ہے۔مجھے یہاں آ کر بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے انجلین سے کہا۔

''چلو اچھی بات ہے۔'' وہ مسکرائی۔''یہ پھول کیوں توڑا؟''

''یہ.....'' اس نے پھول کو دیکھا۔''یہ تو ویسے دل کر رہا تھا۔اسے اپنے بالوں میں لگاؤں۔وہ زب.....'' اس کے الفاظ اچانک رک گئے تھے۔''وہ مجھے بہت پسند ہے بالوں میں پھول لگانا۔'' اس نے بروقت بات سنبھالی ورنہ اگر وہ زبیر کا نام بول دیتی تو انجلین ضرور اس سے اس کے بارے میں پوچھتی۔اس بارے میں بات کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔دکھ ہوتا تھا اسے۔

''ہاں، مجھے خود بھی پسند ہے۔'' انجلین نے کہا تو ماریہ آگے بڑھ کر اس تک آئی۔ہاتھ میں پکڑا پھول اس نے انجلین کے بھورے، گھنگھریالے بالوں میں لگا دیا۔سفید پھول، بھورے بالوں میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

''بہت اچھا لگ رہا ہے۔'' ماریہ نے تعریف کی۔

انجلین خوش ہو گئی۔''واقعی میں؟''

''نہیں، میں جھوٹ بول رہی ہوں۔'' وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

انجلین نے اس کے چہرے کو دیکھا ہنس دی۔''غصہ کرتی تم بہت بری لگتی ہو میری۔''

''تم نہ حرکتیں بدلنا اپنی۔'' سابقہ انداز.....

''اچھا اچھا، مان لیا۔'' وہ کھلے دل سے ہنسی۔ماریہ کی سنجیدگی سر جھٹکنے سے غائب ہو گئی۔

''فضول باتیں کرتی ہو تم موٹی۔'' ماریہ نے ہنس کر کہا تو انجلین نے اسے بازو پر ایک مکا لگایا۔

''کیا ہے؟'' وہ بازو ملنے لگی اور انجلین ہنستی چلی گئی۔سورج نیا آسمان پر چلنا شروع کر دیا۔پودوں پہ شبنم کے قطرے سورج کی کرنیں پڑنے سے چمک اٹھے تھے۔

''چلو اندر اب۔'' انجلین نے کہا تو وہ دونوں اندر جانے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں کھڑی باتیں کر رہیں تھی۔وہ انجلین کو اپنی اور لیڈی مہر کے درمیان کی بات بتا رہی تھی تبھی داخلی

دروازے پہ ہلکی سی دستک دے کر رابرٹ اندر داخل ہوا۔

''گڈ مارننگ۔''اس کی آواز پہ دونوں نے اسے دیکھا۔وہ آگے آیا تو دونوں نے جواب دیا۔

''کیسی ہو میری؟''اس نے پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔''وہ نارمل لہجے میں بولی۔

''گڈ۔''رابرٹ نے اسے مسکرا کر دیکھا۔اسے عجیب لگا تھا۔وہ نظریں پھیر گئی۔

''تم کیسی ہو انجلین؟''رابرٹ نے انجلین سے پوچھا۔اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

''سامان تیار ہو گیا؟''رابرٹ نے پوچھا۔

''نہیں۔''انجلین نے سر پہ ہاتھ مارا۔''آؤ ابھی کر لیتے ہیں پھر میں نے ناشتہ بھی بنانا ہے۔''وہ فکرمندی سے بولی۔

''تو میری کروا دیتی ہے میرے ساتھ کام۔تم ناشتہ بنالو۔''اس نے جیسے حل بتایا۔

''نہیں نہیں۔تم کام کرلو۔میں ناشتہ بنالوں گی۔''ماریہ نے کہا۔اسے رابرٹ کے ساتھ کام کرنا ناگوار گزر رہا تھا۔وہ جب اس سے ملتی تھی تو ذرا محتاط ہو کر ہی ملتی تھی۔اسے رابرٹ سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں تھا۔خوبصورت چہرے کے پیچھے اسے ہمیشہ کوئی برا چہرہ ہی نظر آتا تھا۔

''پر لیڈی مہر.....''

''تم فکر نہ کرو، میں سنبھال لوں گی۔''انجلین کی بات کاٹ کر اس نے کہا۔انجلین مطمئن سی ہو گئی اور باہر جانے لگی۔رابرٹ بھی پلٹا مگر اس نے میری کو ایک نظر دیکھا ضرور تھا۔سر جھٹک کر میری بھی کچن کی طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆

لیڈی مہر صبح سویرے اٹھ کر حسب معمول اورفن ایج کا ایک چکر لگا چکی تھیں۔رات کے چلتے لالٹین گل کر کے واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں تھی۔جاتے جاتے انہوں نے ماریہ کو اپنے کمرے سے نکلتے ضرور دیکھا تھا۔ماریہ رابرٹ اور انجلین کو باغ میں بھیج کر خود کچن میں آ گئی۔اتنا تو وہ کھانے کے بارے میں جانتی ہی تھی کہ کس کو کیا دینا ہے۔جب وہ پہلے دن یہاں آئی تھی تو لیڈی مہر نے اسے بتایا تھا کہ کھانے کی ساری ذمہ داری انجلین کی ہے مگر اسے بھی کھانا بنانا آتا تھا۔پھر وہ یہاں رہ کر کافی کچھ جان گئی تھی۔وہ لیڈی مہر کا ناشتہ تیار کر چکی تھی۔ہاتھ میں ٹرے پکڑے وہ ابھی کچن سے باہر ہی نکلی تھی کہ سارے بچوں کو ہال میں کھڑا دیکھ کر ان کی طرف آئی۔

''گڈ مارننگ سسٹر میری۔''بچوں نے ہم آواز کہا۔ماریہ نے مسکرا کر جواب دیا۔زینے پہ قدموں کی آواز پہ سب نے اس طرف دیکھا۔شہد رنگ آنکھوں اور سنہرے بالوں والی روزلین مسکراتی ہوئی نیچے آ رہی تھی۔ان تک آ کر اس نے ''گڈ مارننگ'' کہا۔جس کا جواب سب نے دیا۔

''تم لوگ رکو، میں بس لیڈی مہر کو ناشتہ دے کر آئی پھر تم لوگ بھی ناشتہ کر لینا۔ہاتھ منہ دھولو۔''ماریہ نے کہا اور لیڈی مہر کے

کمرے کی طرف چل پڑی جو زینوں کے عین دائیں طرف تھا۔

دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی۔ ناشتے کی ٹریلیڈی مہر کے سامنے رکھی اور مسکرا کر انہیں دیکھا۔

''انجلین کہاں ہے؟'' لیڈی مہر کو اس کی مسکراہٹ کا جواب دینا نہیں آیا یا شاید وہ جواب دینا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

''وہ رابرٹ کے ساتھ باغ میں کام کر رہی ہے۔ مجھے آپ کے ناشتے کے بارے میں پتا ہے۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گا۔'' وہ مسکراتے ہوئی بولی۔ لیڈی مہر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک نظر ٹرے کو دیکھا جس پر کھانا نفاست سے چنا گیا تھا۔ دل ہی دل میں تعریف کی تھی لیکن زبان سے کلمات ادا نہیں کیے۔ میری باہر چلی گئی۔ اب اس نے بچوں کو بھی ناشتہ دینا تھا۔

اندر کمرے میں لیڈی مہر نے جب کھانے کا پہلا لقمہ لیا تو وہ میری کے ہاتھ کے ذائقے کی تعریف کیے بنا نہ رہ سکیں۔

''بہت لذیذ ہے۔'' انہوں نے آہستہ سے کہا۔ اگر میری وہاں ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتی.....لیکن اگر میری وہاں ہوتی تو شاید وہ تعریف ہی نہ کرتیں۔

☆☆☆☆☆

''کھانا بہت مزے کا ہے سسٹر میری۔'' روزی نے کھلے دل سے تعریف کی۔

''سچ میں۔'' جارج اور نینسی ایک ساتھ بولے۔ وہ سب ناشتے کی ٹیبل کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ باری باری سب نے ہی کھانے کی تعریف کی تھی۔

''بہت شکریہ۔'' اسے بہت خوشی ہوئی تھی۔

وہ کھانا پکانا جانتی تھی۔ جب اس کی شادی ہوئی تھی تو شروع دن سے ہی اس نے کھانا پکانا شروع کر دیا تھا۔ ویلما کو ہمیشہ کی طرح اس کی ہر چیز سے نفرت تھی۔ کھانا مزیدار لگنے کے باوجود وہ اس کی برائی ہی کرتی تھی۔ پھر ایک دن زبیر نے تنگ آ کر اس سے کہہ دیا کہ وہ اپنا کھانا علیحدہ بنا لیا کرے۔ ویلما کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اپنی انا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کھانا بنانا شروع کر دیا۔ ماریہ صرف دو یا تین (جب تک اس کے سسر زندہ تھے) بندوں کے لیے کھانا بناتی تھی۔ زبیر کو اس کا کھانا بہت پسند تھا۔ وہ آئے دن نئے سے نئے کھانے بناتی اور ہر کھانا ہی ذائقے میں اپنی مثال آپ ہوتا تھا۔ بیوی کے بنائے ہوئے کھانے کی تعریف اگر شوہر کر دے تو بیوی کے لیے یہ محنت وصولی کے برابر ہوتا ہے۔ وہ سب بھی کھانے کی بہت تعریف کر رہے تھے۔

''کیا باتیں ہو رہی ہیں؟'' انجلین تھکی ہاری اندر داخل ہوئی۔ اس کے کپڑوں پر مٹی لگی تھی۔ ہاتھ بھی مٹی سے بھرے پڑے تھے۔

''سسٹر میری نے کھانا بہت اچھا بنایا ہے۔'' ایزابیل نے انجلین سے کہا۔ انجلین میری کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔

''مجھے بھی چکھاؤ۔'' انجلین نے کہا تو ایزابیل نے اپنے ہاتھوں سے ایک لقمہ اسے کھلایا۔

''بہت مزے کا ہے میری۔'' انجلین تعریف کیے بنا رہ نہ سکی۔ میری نے شکریہ ادا کیا۔ ''اور کیا کیا بنا لیتی ہو؟''

''سب کچھ۔ مجھے کھانا پکانے کا بہت شوق ہے۔ یہاں میں یہ کام نہیں کر سکی کیونکہ لیڈی مہر نے پہلے دن ہی منع کر دیا تھا۔ بس

آج موقع ملا۔''اس نے کہا۔سب کولیڈی مہر کا جلد بازی میں لیا گیا فیصلہ بہت غلط لگا تھا۔

''آپ ان سے چھپ کر بنالیا کرنا۔ایسا کرتے ہیں کہ ایک دن سسٹر انجلین کھانا پکالیا کریں اور ایک دن سسٹر میری۔لیڈی مہر کو کون سا پتا چلنا ہے؟''روزی نے جیسے حل بتایا۔وہ دونوں ہنس دی۔

''چلو دیکھتے ہیں، میں لیڈی مہر سے بات کرتی ہوں۔''ماریہ نے کہا۔

''اگلی بار کیا بنا کر کھلائیں گی؟''وِل نے معصومیت سے گفتگو میں حصہ ڈالا۔میری کو اسی بات کا انتظار تھا۔

''کیک۔میں کیک بھی اچھا بناتی ہوں۔''اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

''تمہارے ہاتھ کا بنا ہوا کیک مجھے بہت پسند ہے ماریہ۔''زبیر کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

''ڈن کیک۔ٹھیک ہے۔''ایلس فوراً بولی۔

''میں رابرٹ کو بلاتی ہوں۔تم اسے چیزیں لکھ کر دے دو۔وہ اگلی بار لے آئے گا۔''انجلین کہہ کر باہر جانے لگی مگر ماریہ نے اسے روکا۔

''نہیں۔اسے رہنے دو۔تم نے بھی تو بازار جانا ہے ناں دو دن بعد،تم لے آنا۔''ماریہ نے کہا۔وہ رابرٹ سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔

''اوکے۔''انجلین کہنے کے بعد باہر چلی گئی۔

''چلو سب کلاس میں۔''

پھر سب نے مل کر برتن سمیٹے اور کلاس لینے چلے گئے۔

☆☆☆☆☆

کمرہ جماعت میں وہ چھ بچے ہمیشہ کی طرح ایک عرضی قطار میں بیٹھے تھے۔گود میں ایک عدد کاپی رکھی تھی۔ہاتھ میں قلم اور کرسی کے چوڑے ہتھے پہ ایک کتاب رکھی تھی۔سامنے اسٹیج پہ میڈم ماریہ کھڑی تھیں۔ان کے عقب میں ایک بورڈ دیوار پر لگا ہوا تھا۔دائیں طرف ایک کرسی رکھی تھی اور ساتھ میں ایک چھوٹی میز بھی تھی۔

کھڑکی وا تھی تو روشنی چھلانگیں لگاتی اندر آ رہی تھی۔

''ہماری کتاب ختم ہونے والی ہے۔اس کے بعد آپ کے پیپرز ہونگے۔''ماریہ نے اطلاع دی۔''پیپرز میں جس کے اچھے نمبر آئیں گے اسے میری طرف سے ایک انعام ملے گا۔''

''پیپر کیسا ہوگا؟''ایلس نے سوال کیا۔

''پیپر میں سوال آئیں گے جن کے جواب لکھنے ہونگے۔ہر سوال کے علیحدہ نمبر ہونگے۔سارے سوال کتاب سے ہی آئیں گے۔اور میرے پاس آپ سب کے لیے ایک خوشخبری بھی ہے۔''

''کیسی خوشخبری؟'' جارج نے پوچھا۔

''وہ میں پیپر کے بعد بتاؤں گی۔ابھی کے لیے،ہم اس بک کو دوبارہ سے دیکھتے ہیں۔کسی کو کوئی سوال ہو تو پوچھ سکتا ہے۔دو دن بعد آپ کا پیپر ہے۔تیاری اچھی رکھنا اپنی۔'' اس نے کہا۔

کلاس میں پیپر سے متعلق اور بہت سی باتیں ہوئیں۔بچوں نے ماریہ سے کئی سوال بھی کیے۔اسی قسم کی باتوں کے بعد کلاس ختم ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

رابرٹ اپنا سارا مطلوبہ سامان لے کر چلا گیا۔انجلین نے اسے ایک کاغذ تھمایا جس میں چیزوں کی ایک فہرست تھی جو وہی لا کر دے سکتا تھا۔باقی سامان وہ دو دن باہر بازار لے کے آئے گی۔

سارا بکھیرا سمیٹ کر وہ اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پہ لیٹ کر سوگئی۔

''انجلین میں چاہتی ہوں لیڈی مہر میرے ساتھ ٹھیک رہیں۔تم جانتی ہو میری نیت غلط نہیں ہے۔میں کیوں سٹیفن کو ان سے دور کروں گی؟ میں خود بھی تو ماں باپ کے بغیر ہی رہی ہوں۔میں جانتی ہوں یہ کتنا مشکل ہے۔تم بھی جانتی ہو۔تم ہی بتاؤ میں انہیں کیسے خوش کروں؟'' ایک دن جیسمین نے اس سے پوچھا تھا۔وہ دونوں اس وقت کچن میں تھیں۔جیسمین اداس اور پریشان لگتی تھی۔

''میں سمجھ سکتی ہوں۔میں نے بھی ایک دو بار کوشش کی ہے انہیں منانے کی مگر وہ سمجھتی ہیں میں بھی ان کے خلاف ہوگئی ہوں۔اس لیے وہ آج کل مجھ سے بھی ٹھیک سے بات نہیں کرتیں۔'' انجلین کے انداز میں فکر نمایاں تھی۔

''انہیں میری سچائی کا تب ہی اندازہ ہوگا جب میں اس دنیا سے چلی جاؤں گی۔'' جیسمین اداسی سے بولی۔اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

''کیسی باتیں کر رہی ہو جیسمین۔'' انجلین کو برا لگا تھا۔

''سچ میں۔'' وہ اداسی سے مسکرائی۔

پھر وہ مر ہی گئی

انجلین ہڑبڑا کر اٹھی۔

وہ جیسمین کو یاد کر کے رو دی۔میری سے پہلے جیسمین ہی اس کی دوست تھی اور وہ چلی گئی۔کیا میری بھی چلی جائے گی؟

اس نے دکھ سے سوچا اور آنسوؤں کو بہنے دیا۔

☆☆☆☆

سورج کی تپتی شعائیں اور فن ایج کو اندر تک گرم کر رہی تھی۔دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد انجلین نے برتن دھوئے اور پھر ماریہ کے ساتھ مل کر سب کے کپڑے بھی دھوئے۔

''آج مجھے جیسمین بہت یاد آرہی ہے ماریہ۔'' وہ دونوں کام مکمل کر کے چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔

انجلین کی بات پہ ماریہ نے اداسی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔''میں سمجھ سکتی ہوں۔''

''وہ میری اچھی دوست بن گئی تھی۔وہ تقریبا ایک سال یہاں رہی اور اتنے عرصے میں ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے۔جیسمن مجھ سے اپنے دل کی ہر بات کیا کرتی تھی۔ایک دفعہ تو.....'' کچھ یاد آیا تو وہ ہنس دی۔''اس کی اور سٹیفن کی لڑائی ہوگئی تو وہ میرے کمرے میں آ کر سوئی۔سوئی نہیں بلکہ.....ہم نے رات کو اتنی باتیں کیں۔ہماری نیندیں اڑ گئی تھیں۔وقت کا احساس ہی نہ ہوا۔ باتیں کرتے کرتے صبح ہوگئی تھی۔'' وہ پھر سے ہنس دی۔

''وہ تو بہت اچھی تھی۔لیڈی مہر نے ہیرے کی پہچان نہیں کی۔''اب وہ اداس ہوگئی تھی۔

کچن کے اندر ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو باہر کی طرف کھلتا تھا۔وہ وہاں کپڑے دھوتی تھیں۔باتوں کے دوران سارا سامان بھی سمیٹ دیا تھا۔سورج کی کرنوں کی تپش کسی حد تک کم ہوگئی تھی۔

''صرف اس لیے کہ وہ مسلمان تھی؟''

''ہاں۔''اس نے گہری سانس لی۔

''مذہب سے زیادہ تو انسان کا اخلاق دیکھنا چاہیے ناں۔خود میں کون سا روزانہ کرسٹ (حضرت عیسیٰ) کی عبادت کرتی ہوں؟ خود لیڈی مہر بھی نہیں کرتیں۔اور فن ایج جب بنا تو وہ عبادت کرنے والا کمرہ۔وہ بس کچھ عرصے ہی کھلا رہا اور پھر بند ہو گیا۔'' وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔لیڈی مہر نے بھی عبادت کرنا چھوڑ دی تھی۔انجلین نے بھی۔

''ہاں۔جب میں شروع میں اور فن ایج کی صفائی کی تھی تو دو کمرے مجھے بند ملے تھے۔ایک وہ اوپر والا کمرہ اور دوسرا کچن کے ساتھ والا۔یہی ہے وہ عبادت والا کمرہ؟''میری نے پوچھا۔

''ہاں۔''اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ویسے اگر لیڈی مہر کو پتہ چل گیا کہ میں بھی مسلمان ہوں تو امید ہے کہ وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گیں۔''

''میں نہیں بتاؤں گی انہیں۔تم بے فکر رہو میری۔میں اب ایک اور دوست کو نہیں کھو سکتی۔'' وہ پھر سے اداس ہوگئی تھی۔آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے۔ماریہ نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

''میں یہیں ہوں۔اگر لیڈی مہر نے مجھے نکالا بھی تو کوئی اور یہاں رہ ہی نہیں سکتی۔دو دن میں ہی بھاگ جائے گی۔اس کا اندازہ لیڈی مہر کو بہت اچھے سے ہے۔ویسے بھی تم سب میرے اتنے قریب ہو گئے ہو کہ میں واپس فورکس جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔لیڈی مہر کو میں دیکھ لونگی۔'' آخری جملہ اس نے ایک ادا سے کہا اور ہنس دی۔

''لیڈی مہر کے بارے میں تمہارت خیالات نہیں بدل سکتے۔''انجلین بھی ہنس دی۔

''نو اوفینس۔''اس نے ہنستے ہوئے شانے اچکائے۔

☆☆☆☆☆

گھڑی نے چار بجائے تو سارے بچے تیار ہو کر اخلاقیات کی کلاس میں جمع ہو گئے۔ ماریہ ابھی نہیں آئی تھی۔

''تمہاری تیاری کیسی ہے نینسی؟'' ایلس نے نینسی سے پوچھا۔

''اچھی ہے یعنی مجھے آتا تو سارا کچھ ہے۔ اب دیکھو سسٹر میری پیپر میں کیا پوچھیں گی؟'' وہ دونوں پیپر کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔

''روزی، تم بھی پیپر دو گی؟'' ایزابیل نے روزی سے پوچھا تو سب بچوں نے اسے دیکھا۔

''ہاں۔'' روزی نے کہا۔

''پر کیوں؟ تمہیں تو یہ سب پہلے سے ہی آتا ہے ناں؟'' ایزابیل بولی۔

''تمہیں پہلے سے ہی آتا ہے تو سب سے زیادہ نمبر بھی پھر تمہارے ہی آئیں گے۔''

اس کی بات سن کر روزی ہلکا سا ہنس دی۔ ''تو تم چاہتی ہو میرے اچھے نمبر نہ آئیں؟''

''نہیں، نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ تمہیں ضرورت کیا ہے پیپر دینے کی؟''

''میں بھی اب اسی کلاس کا حصہ ہوں۔ تم لوگوں کیساتھ ہی پڑھتی ہوں۔ تم سب پیپر دو گے تو میں بھی دوں گی۔ نمبروں کی بات نہیں کریں گے ہم۔ جس کی جتنی تیاری ہوئی اس کے نمبر اتنے ہی آئیں گے۔'' روزی نے صحیح بات کی تھی۔ ''اور تمہیں یا سب کو۔ کسی بھی مدد کی ضرورت ہو تو میں کروں گی۔ جیسے ولِ میرے پاس آیا تھا۔ اسے ایک چیز سمجھ نہیں آئی تھی تو میں نے بتا دیا تھا اور مجھے خوشی ہوئی۔ تم سب بھی آ سکتے ہو۔ سسٹر میری کہتی ہیں کہ ایک انسان ہی دوسرے انسان کے کام آتا ہے۔ تو بس..... میں مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔'' آخر میں وہ مسکرائی۔

متذبذب سی ایزابیل کو اس کی بات سمجھ میں آ گئی تھی، سو وہ بھی مسکرا دی۔

''شکریہ روزی۔''

''یو آر ویلکم ایزابیل۔''

اسی دوران دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو سب نے مڑ کر دیکھا۔ گیلے بالوں کو گردن پہ ربن سے باندھے، ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا پہنے، چہرے پر تازگی اور مسکراہٹ لیے وہ اندر آئی اور دو اینٹیں اونچے سٹیج پہ بچوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

''گڈ ایوننگ، سوری میں لیٹ ہو گئی۔ میں انجلین کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ فریش ہونے میں ٹائم لگ گیا۔'' اس نے وجہ بتائی۔ بچوں نے تو نہیں پوچھا تھا کیونکہ انہیں پہلے سے پتا تھا۔

''آپ پہلی بار لیٹ ہوئی ہیں سسٹر میری۔'' ولِ نے کہا۔

میری نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ ''ہاں، بس۔''

تھوڑی دیر درمیان میں خاموشی حائل رہی۔

''چلو کلاس شروع کرتے ہیں۔''

''آج کون سی کہانی سنائیں گیں؟'' جارج نے سوال کیا۔

''نہیں، آج کوئی کہانی نہیں۔ آج ہم اپنے بارے میں بات کریں گے۔'' اس کا انداز بدلا بدلا سا لگ رہا تھا۔

''اپنے بارے میں مطلب؟'' سوال ایلس کی طرف سے تھا۔

''مطلب ہم اپنی زندگی میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟'' بچوں کے لیے یہ سوال تھوڑا مشکل تھا۔ انہوں نے کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا۔

''تو بتاؤ، آپ لوگ کیا کرنا چاہتے ہو؟'' وہ پر جوش لگ رہی تھی۔

''میں یہاں سے باہر جانا چاہتا ہوں۔ باہر کی دنیا میں۔ باہر دیکھنا چاہتا ہوں۔'' ولِ نے کہا۔ ''مجھے اپنی مام کے پاس جانا ہے۔ انہوں نے کہا تھا وہ یہاں آئیں گی مگر.....'' وہ چپ کر گیا۔ اگر ایک اور لفظ بھی آگے بولا تو وہ رو پڑتا۔

''تم ضرور جاؤ گے ولِ۔ تم سب باہر جاؤ گے میں وعدہ کرتی ہوں۔'' اسے احساس تھا۔ بچے ایک غار میں بند ہیں۔ باہر کا راستہ تو ہے پر اس راستے پہ درخت ٹوٹ کر گرے ہیں۔ انہیں ہٹانے کے لیے بہت ہمت چاہیے۔ یہ ہمت ان میں نہیں تھی مگر ماریہ میں تھی۔ وہ درخت ہٹا چکی تھی۔ لیڈی مہر نے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔

ولِ نے نظریں جھکا لیں۔ باقی سب ماریہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''تو روزی، تم کیا کرنا چاہتی ہو؟'' سب نے روزی کو جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

''میں.....'' اس نے ایک نظر سب پر ڈالی اور مسکرائی۔ ''میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔ ڈاکٹر بن کر میں لوگوں کا علاج کرنا چاہتی ہوں۔ میری گرینی بیمار ہوئیں تو ڈاکٹر نے کہا کہ ہم ان کا علاج نہیں کر سکتے۔ اس دن میں نے سوچا تھا کہ میں ڈاکٹر بن کر ایسے لوگوں کا علاج کروں گی۔ مجھے نہیں پتا ڈاکٹر بننے کے لیے کیا کیا کرنا پڑتا ہے پر میں ڈاکٹر بنوں گی اور ضرور بنوں گی۔'' وہ ایک عزم سے بولی۔ ماریہ کو اس کا جوش بہت پسند آیا تھا۔ وہ روزی سے ایسی ہی توقع کر رہی تھی اور باقی سب سے بھی۔

''ویری نائس روزی۔ تم ضرور ڈاکٹر بنو گی۔ میں اس کے بارے میں تمہیں بہت ساری معلومات دوں گی۔'' ماریہ مسکرائی اور اس کو دیکھ کر روزی بھی مسکرا دی۔

''اور باقی سب؟''

باقی سب چپ رہے۔ کیا بولتے؟ وہی ولِ والی بات.....

''چلو کوئی بات نہیں۔ اب میں آپ کو کچھ ایسی کتابیں پڑھاؤں گی جو آپ کو زندگی میں بہت مدد کریں گیں۔ ہم روزانہ اس کا ایک صفحہ پڑھا کریں گے۔ مجھے امید ہے وہ آپ سب کو پسند آئیں گی اور آپ سب کو اس سے بھی بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ رابرٹ اگلے ہفتے لے آئے گا۔ پیپر کے بعد ہم وہ بھی شروع کریں گے۔ اس میں بہت اچھی اچھی کہانیاں ہیں۔ ٹھیک ہے؟''

''یس سسٹر میری۔'' سب نے ہم آواز کہا۔ ماریہ کو اچھا لگا تھا کہ وہ اس کی باتیں سمجھتے ہیں۔

''سسٹر میری۔'' نینسی نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

میری نے اسے دیکھا اور باقی سب بھی اب نینسی کو دیکھ رہے تھے۔ ''کیا ہوا نینسی؟''

''آپ اپنے بارے میں بتائیں۔ آپ کیا بننا چاہتی تھیں؟'' نینسی کا سوال بالکل غیر متوقع تھا، پر اچھا تھا۔

''میں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ میں اسکول جاتی تھی۔ پھر میرے ڈیڈ کی دیتھ کے بعد میں اور میری مام، فورکس آ گئے۔ سکول ختم ہو چکا تھا۔ میں آگے نہیں پڑھ سکی۔ مام بھی فوت ہو چکی تھیں۔ میں نے ہاسپٹل میں جاب کی اور بس۔ کاش میرے پاس وشنگ ویل ہوتا تو میں اپنی ساری دعائیں پوری کروالیتی۔'' اس کا لہجہ دکھی ہو گیا تھا۔

بچوں کو اسے ایسے اداس دیکھ کر دکھ ہوا تھا۔

''وشنگ ویل کیا ہوتا ہے؟'' ایزابیل نے سوال کیا۔

ماریہ نے اداسی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''میرے ڈیڈ مجھے ایک poem سنایا کرتے تھے۔ میں وہ تم سب کو سناتی ہوں۔''

سب بچے دلچسپی سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ نظم سننا چاہتے تھے۔ ماریہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائیں اور انگریزی میں نظم پڑھنے لگی۔

Throwing coins down the Wishing Well

Hoping hope none can tell

Down it falls, up it skips

And whisper words through silent lips

Throwing coins down the Wishing Well

Eyes that shimmer, stones that shine

Tracing fingers amongst jagged lines

Throwing coins down the Wishing Well

t tell'Pouring secrets lips can

''کیسی لگی پائم؟'' ماریہ نے پوچھا۔ ''کیا سمجھ آیا کچھ؟'' وہ ہلکا سا ہنس دی۔

''جی سسٹر میری۔'' سب نے کہا۔

''پر یہ کوئی س.....''

اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا کیونکہ باہر سے انجلین کی چیخ سنائی دی تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں فوراً باہر کی طرف بھاگی۔ بچے بھی

اس کے پیچھے پیچھے باہر چلے گئے۔

وہ ہال میں زینوں کے شروع میں گری پڑی تھی۔اس نے اپنا پیر تھام رکھا تھا۔چہرے پہ تکلیف کے اثرات واضح تھے۔وہ درد سے کراہ رہی تھی۔ماریہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی اور اسے اٹھنے میں مدد دی۔

''کیا ہوا انجلین ؟'' اتنے میں لیڈی مہر بھی کمرے سے باہر آ گئی تھیں۔

''پتا نہیں ایک دم میرا پاؤں مڑ گیا۔'' وہ تکلیف دہ لہجے میں بولی۔

'''چلو کمرے میں۔'' ماریہ نے اسے اٹھایا اور اس کے کمرے تک لے گئی۔لیڈی مہر بھی ایک دم پریشان ہوگئی تھیں۔انجلین کبھی اس طرح نہیں گری تھی۔اس نے کبھی ایسے تکلیف دہ انداز میں بات ہی نہیں کی تھی۔لیڈی مہر کو اندازہ نہیں تھا۔انجلین کے اندر کی تکلیف کا بھی انہیں ذرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

ماریہ نے انجلین کو بیڈ پر لٹایا اور اس کا پاؤں ٹٹولنے لگی۔وہ ٹھیک تھا۔زیادہ نقصان والی کوئی بات نہیں تھی۔ماریہ نے کپڑا اس کے پاؤں کے گرد لپیٹ دیا تھا اور اسے آرام کرنے کی ہدایات دی تھیں۔وہ کل تک ٹھیک ہو جائے گی۔اس نے کہا تھا۔بچے اور لیڈی مہر خاموش ہی کھڑی تھیں۔ماریہ دودھ گرم کر لائی۔ماریہ نے گلاس دیا اور تھوڑی دیر سونے کا بھی کہا۔انجلین نے اسے کھانے سے متعلق باتیں بتا دی تھیں۔

''تم فکر مت کرو انجلین۔میں سب دیکھ لوں گی۔''

اسے تسلی تھی۔وہ سو گئی۔ایسی چوٹ میں آرام بہت ضروری ہے تاکہ چوٹ جلدی ٹھیک ہو جائے۔وہ اسے سونے کا کہہ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

کلاس ادھوری رہ گئی اور.....ماریہ کی بات بھی.....روزی کے علاوہ بچوں نے وشنگ ویل کے حوالے سے بہت کچھ سوچ لیا تھا۔وہ وشنگ ویل سے بہت کچھ مانگنے والے تھے۔اگر وہ پوری بات سن لیتے تو شاید ایسا نہ ہوتا پر.....

☆☆☆☆☆

دن نے اپنا سفر مکمل کر لیا تھا۔رات نے اپنا سفر شروع کر دیا تھا۔وہ سب کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔انجلین کا کھانا ماریہ اسے کمرے میں ہی دے آئی تھی۔وہ اب ٹھیک تھی۔درد میں کمی آ گئی تھی اور وہ چل پھر سکتی تھی۔

ہمیشہ کی طرح روزی ماریہ کے ساتھ ہی تھی۔

ماریہ باتھ روم میں تھی۔روزی بیڈ پہ بیٹھی تھی۔کسی خیال کے تحت اس نے سائڈ ٹیبل کا دروازہ کھولا اور وہی ہلکی پھلکی انگریزی کتاب نکال لی۔لالٹین اس کی مخالف سمت میں جل رہا تھا۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور کتاب سامنے کھول لی۔اب روشنی سیدھی کتاب پہ پڑ رہی تھی۔سب صاف نظر آ رہا تھا۔

وہ پڑھنے لگی۔

ماریہ کافی دیر بعد باہر آئی۔ اتنے میں روزی نے دس بارہ صفحات پڑھ لیے تھے۔ وہ ایک کہانی تھی۔ کچھ لوگوں کی کہانی جو اپنی سلطنت، اپنا علاقہ اور گھر بار چھوڑ کر کہیں چلے گئے تھے۔ کہانی کو اچھے سے بیان کیا گیا تھا۔ کچھ باتیں خود ساختہ تھیں۔ روزی کو پڑھنے میں بہت مزہ آ رہا تھا۔

باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو روزی نے فوراً کتاب بند کی اور دراز میں رکھ کر دراز بند کر دیا۔ جب اس نے کتاب نکالی تھی تو دراز بند نہیں کیا تھا۔ اسی لیے کام جلدی ہو گیا تھا۔

گیلے بالوں کو تولیے میں لپیٹ کر ماریہ باہر آئی۔ ''تم سوئی نہیں ابھی؟'' اس نے حیرت سے سوال کیا۔

''نیند نہیں آ رہی۔ آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟'' وہ اسی کتاب کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ماریہ خود اسے وہ کتاب دے دے تاکہ وہ بلا جھجک پڑھ سکے اور چوری بھی نہ ہو۔

''آ..... ہیں تو، پر..... تم ابھی نا ہی پڑھو'' یہ تو سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی والا حساب ہو گیا تھا۔

''او کے۔'' روزی کو اچھا نہیں لگا تھا۔ ماریہ چاہتی تھی کہ وہ ابھی اس کتاب کو نہ ہی پڑھے۔

ماریہ نے تولیے سے بال خشک کر کے کمر پہ بکھیر دیے اور برش کرنے لگی۔ روزی کی نظر اس کی کمر پہ بہتی کالی آبشار پہ پڑی تو وہ مسکرا دی۔

''سسٹر میری۔'' روزی نے بلایا تو اس نے مڑ کر دیکھا۔ بالوں میں برش پھیرتا ہاتھ رک چکا تھا۔

''آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں۔''

''شکریہ روزی۔'' ماریہ کو سن کر اچھا لگا تھا۔

چند ایک باتوں کے بعد وہ دونوں سو گئیں۔ خاموشی نے بھی کمرے میں قدم جما لیے تھے۔

☆☆☆☆☆

رات کو اچانک ہی بارش شروع ہو چکی تھی۔ ماریہ ابھی ٹھیک سے سوئی نہیں تھی۔ بارش کی آواز سن کر اسے اچانک خیال آیا کہ اس نے دھلے کپڑے باہر پھیلائے تھے۔ بارش سے وہ بھیگ جائیں گے۔ وہ فوراً اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔ روزی نے اسے دیکھا تھا پر کچھ پوچھا نہیں۔

زینے اتر کر وہ کچن میں چلی گئی۔ باہر کی طرف کھلتا دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا۔ اسے حیرانی ہوئی۔ وہ آگے بڑھنے لگی تو سامنے سے انجلین اندر آتی دکھائی دی۔ اس نے کندھے پہ کپڑے اٹھائے ہوئے تھے۔ جلدی سے میز پہ کپڑے رکھے اور واپس جانے لگی۔ ماریہ انجلین سے کوئی سوال ہی نہ کر سکی۔ وہ بھی اس کے پیچھے چلی گئی تاکہ اس کی مدد کر سکے۔ بارش تیز ہوتی جا رہی تھی۔

''تم ٹھیک تو ہو؟'' اس نے کپڑے اکٹھے ہوئے انجلین سے پوچھا۔

''ہاں..... میں ٹھیک ہوں۔'' وہ کپڑے اتار کر ایک بار پھر سے کچن میں رکھنے چلی گئی۔ ماریہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

تھوڑی دیر بعد کپڑے اتر چکے تھے۔ وہ کچن میں ہی کرسیوں پہ بیٹھ گئی تھیں۔ دونوں ہی بھیگ چکی تھیں۔

''میں نے جیسے ہی بارش کی آواز سنی میں اٹھ گئی۔اچھا ہوا کپڑے زیادہ گیلے نہیں ہوئے۔''انجلین نے شکر ادا کرنے والے انداز میں کہا۔

''تمہارا پاؤں ٹھیک ہے ناں؟'' ماریہ نے ایک بار پھر پوچھنا ضروری سمجھا۔

''ہاں ہاں۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔میرا پاؤں بھی ٹھیک ہے۔کہو تو دو تین کلابازیاں لگا کر دکھا دیتی ہوں۔''اس کی بات پہ ماریہ کھلکھلا کر ہنس دی۔انجلین نے بھی اس کی پیروی کی۔

''تمہیں سرکس میں جانے کا اتنا ہی شوق تھا تو مجھے پہلے بتا دیتی۔میں لیڈی مہر سے اس کی بھی اجازت مانگ لیتی۔'' ماریہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب اتنا بھی شوق نہیں۔''اس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔''تم سو گئی تھی؟''اس نے بات کا موضوع بدلا۔

''نہیں،ابھی بس لیٹی ہی تھی۔روزی بھی شاید نہیں سوئی ہوگی اور تم؟''

''نیند نہیں آ رہی تھی مجھے۔''

''کیوں؟''

''پتا نہیں۔''شانے اچکائے۔

''محبت تو نہیں ہوگئی تمہیں جو تمہاری نیندیں ہی اڑ گئی ہیں۔''وہ ہنستے ہوئے بولی۔انجلین نے اپنے دل کی دھڑکن کو تیز ہوتے محسوس کیا۔اسے لگا تھا جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

''نہیں۔''وہ بولی پر اندر کی اداسی کو ماریہ کے سامنے نہ آنے دیا۔''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

''پھر کیسی بات ہے؟'' ماریہ کا انداز متجسس تھا۔

''کوئی بھی بات نہیں ہے۔''وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی اور اٹھ گئی۔''جاؤ اب ورنہ.....''

''ورنہ لیڈی مہر آ جائیں گی۔''ماریہ نے اس کا جملہ اچک لیا تھا۔پھر وہ دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس دیں۔

''میں نے کل بازار جانا ہے۔'' کچن سے باہر نکلتے ہوئے انجلین نے اسے اطلاع دی۔''تمہیں کچھ چاہئے؟''

''نہیں۔کچھ بھی نہیں۔''اس نے سرسری انداز میں کہا۔''بچوں کے لیے چاکلیٹ لے آنا اور تھوڑی ایکسٹرا لے آنا۔میں نے کیک میں بھی ڈالنی ہے۔''

''ہاں،مجھے سارا سامان لکھ دینا میں لے آؤں گی۔''اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا۔

''اوکے۔''

''اور تمہارا کل کا کیا پلان ہے؟''

''کل میں بچوں کو باہر لے کر جاؤں گی۔پہلے میں سوچا تھا کہ پیپر کے بعد کروں گی یہ مگر اب.....اب دل ہے کہ کل ہی لے

جاؤں۔انہیں باہر جا کر بہت خوشی ہوگی۔میں بس وہ خوشی دیکھنا چاہتی ہوں جب وہ اورفن ایج سے باہر نکلیں گے۔پیپر بھی اچھا دیں گے پھر۔'' آخر میں وہ مسکرادی۔

انجلین بھی مسکرائی۔وہ جانتی تھی بچوں کے دلوں پہ کیا گزرتی ہے جب وہ انہیں باہر جانے سے منع کرتی ہے۔

''اچھا چلو میں چلتی ہوں۔کل جلدی بازار کے لیے نکل جاؤں گی۔کل کا کھانا بھی تم ہی بنالینا۔لیڈی مہر نے ویسے کوئی اعتراض تو نہیں تھا کیا؟''اس نے ایک نظر لیڈی مہر کے کمرے کو دیکھا۔

''نہیں۔سب ٹھیک تھا۔''

پھر وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔

نیچے کمرے میں انجلین کل بازار جانے کی تیاری کرنے لگی۔پیسے اورلسٹ وغیرہ،اس نے بیگ میں رکھے اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔

یہ جانے بغیر.....کہ کل بازار میں اسے کچھ ایسا ملنے والا ہے جسے دیکھ کر ماریہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا نظر آنے لگے گا۔

انجلین ،کل خود بازار جا کر سامان کے ساتھ ساتھ ماریہ کی موت کا سامان بھی لا کر دے گی۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ ماریہ کی زندگی کو ایک بار پھر اندھیرے میں لے جانے کا پیغام وہ خود اسے دے گی۔

کسے خبر تھی؟

زندگی ہمیشہ وہاں ہی آ کر کیوں رک جاتی ہے جہاں سے ہم بھاگ کر آئے ہوتے ہیں؟

☆☆☆☆☆

مجھے جانا ہے

تکلیفوں سے دور.....

مجھے جانا ہے

آنسوؤں سے دور.....

مجھے جانا ہے

اس دنیا سے دور.....

مجھے جانا ہے

زندگی سے دور.....

یہ پہاڑ مجھے کھینچتے ہیں

وہ مجھے غار میں بند کر دیتے ہیں

میں تنہا ہوں.....لاچار ہوں.....

یہ زمین.....

میرے لیے تنگ ہو رہی ہے

کہیں جانے کا راستہ نہیں ہے

میں اوپر دیکھوں تو آسمان ہے

یہ نیلا آسمان.....

مجھ پہ برس رہا ہے

قطرہ قطرہ برس رہا ہے

مجھے پتا ہے یہ آسمان مجھ پہ ٹوٹ جائے گا

میں کہاں جاؤں؟

کہیں نہیں.....

کیونکہ یہی حقیقت ہے

اسی میں رہنا ہے

اسی میں جینا ہے

غاروں کے اندر.....

تنگ ہوتی زمین پہ.....

ٹوٹتے آسمان کے نیچے.....

سرِ تسلیم خم کر کے.....

نئی صبح طلوع ہوئی۔آسمان پہ نیلاہٹ پھیلتی چلی گئی۔رات کو آئے بادل اب کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔صبح صبح پرندوں کی چہ مگوئیاں کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔تازہ صبح.....نئی صبح.....

اورفن ایج کی کھڑکیوں سے روشنی چپکے چپکے اندر داخل ہوئی اور آہستہ آہستہ دبے قدموں چل کر اورفن ایج کے مکینوں کی بند آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔سورج نے سنہری کرنوں کو روشنی کی مدد کرنے بھیجا۔دونوں نے مل کر اورفن ایج کے مکینوں کو سمسانے پر مجبور کر دیا۔ خلافِ معمول آج کوئی بھی جلدی نہیں اٹھا تھا۔شاید سب ہی رات کو دیر سے سوئے تھے،اسی لیے آج کوئی بھی وقت کے مطابق نہ اٹھ سکا۔ لیڈی مہر بھی نہیں۔سب سے پہلے انجلین اٹھی اور گھبرا کر وقت دیکھا۔آٹھ بج رہے تھے۔وہ بالوں کو جوڑے میں قید کرتی باہر آئی۔ہال ویران تھا۔ لیڈی مہر کے کمرے کے باہر کا لالٹین ابھی تک جل رہا تھا۔اس کا مطلب لیڈی مہر بھی نہیں اٹھیں؟انجلین نے تعجب سے

کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور فوراً اس طرف بڑھی۔ دروازہ بجایا تو جواب ندارد.....

اس نے دوبارہ سے دستک دی تو کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا۔ سامنے بوڑھی لیڈی مہر خوابیدہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

''کیا ہوا انجلین ؟'' سنجیدگی سے سوال کیا۔

انجلین نے حیرت سے انھیں دیکھا۔ ''آپ کی طبیعت ٹھیک ہے لیڈی مہر؟''

''مجھے کیا ہوا ہے؟'' وہ بھی حیران تھیں کہ صبح صبح انجلین کیسے سوال پوچھ رہی ہے۔

''آپ ابھی تک سو رہی ہیں۔ آٹھ بج رہے ہیں لیڈی مہر۔'' اس نے جیسے لیڈی مہر کے سر پر بم پھوڑا۔

''کیا؟'' وہ حیران رہ گئیں اور فوراً دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔ انجلین ٹھیک کہہ رہی تھی۔

''پتا نہیں آج کیا ہوا؟'' وہ تعجب سے گھڑی کو دیکھ رہی تھیں۔

''میں خود آج دیر سے اٹھی ہوں۔ بچے بھی باہر نہیں آئے، اور نہ میری۔'' انجلین نے ایک نظر بچوں کے کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ فریش ہو جائیں۔ میں ناشتہ بناتی ہوں۔'' اس کی بات پہ لیڈی مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تمہارا پاؤں ٹھیک ہے؟'' لیڈی مہر نے اس سے پوچھا۔

''جی ٹھیک ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اسے لیڈی مہر کا پوچھنا بہت اچھا لگا تھا۔

''اچھی بات ہے۔'' تبصرہ تھا وہ؟

انجلین مڑ گئی۔

ابھی وہ زینوں کے پاس ہی تھی کہ ایزابیل جمائی روکتی باہر آئی۔ انجلین اسے دیکھ کر رک گئی۔ ایزابیل قریب آئی۔

''رات کو بارش کی وجہ سے میں سو نہیں سکی۔ پتا نہیں کیوں یہ کل والی بارش بہت خوفناک تھی۔''

''تم سب کو اٹھا دو اور فریش ہو جاؤ۔ میں ناشتہ بناتی ہوں۔'' وہ کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ جاتے جاتے اسے میری کا خیال آیا تو ایزابیل کو مخاطب کیا۔

''ایزابیل!'' ایزابیل اپنا نام سن کر اس کی طرف مڑی۔ ''جاؤ، میری کو بھی اٹھا دو۔''

ایزابیل سر اثبات میں ہلاتی اوپر چلی گئی۔

اور انجلین ناشتہ بنانے کچن میں۔

☆☆☆☆☆

ایزابیل نے میری کے کمرے کے دروازے پر دستک دی تو کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔ کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ بیڈ پہ صرف روزی تھی۔ ماریہ وہاں نہیں تھی۔ ایزابیل نے ادھر ادھر دیکھا۔

''روزی!'' اس نے آگے بڑھ کے روزی کا کندھا ہلایا۔ ''روزی! اٹھ جاؤ۔''

روزی نے کوئی حرکت نہ کی۔

دفعتاً باتھ روم کا دروازہ کھلا تو ایزابیل فوراً گھبرا کر مڑی۔ میری کو دیکھ کر اس کی گھبراہٹ دور ہوئی۔

''ایزابیل.....تم.....'' وہ وہاں کبھی آئی نہیں تھی۔ آج اسے یہاں دیکھ کر ماریہ بھی حیران ہوئی تھی۔

''وہ کافی ٹائم ہوگیا ہے، سسٹر انجلین نے مجھے بھیجا ہے یہاں۔'' ایزابیل نے وضاحت دی۔

''ہاں، بس۔ میں روزی کو اٹھا کر نیچے آتی ہوں۔'' ماریہ نے کہا۔

''آپ کو پتا ہے ہم بھی لیٹ اٹھے ہیں۔'' وہ جاتے ہوئے بولی۔

''کیوں؟'' میری نے بھنویں سکوڑیں۔

''رات والی بارش، وہ بہت خوفناک تھی۔'' بات مکمل کرنے کے بعد ایزابیل نے جھرجھری لی۔

''ہاں، تھی تو بہت.....'' اس نے سر کو جنبش دی۔ وہ رات والی بارش کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

ان کی باتیں سن کر روزی بھی اٹھ بیٹھی۔

''گڈ مارننگ۔'' سوئے سوئے انداز میں اس نے دونوں سے کہا۔ وہ دونوں ہنس دیں۔ ایزابیل ناشتے کا کہہ کر نیچے چلی گئی۔

''روزی!'' ایزابیل کے جانے کے بعد ماریہ نے روزی کو مخاطب کیا۔ روزی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں، وہ کسی کو مت بتانا پلیز۔ اور فن ایج کے علاوہ میرے پاس رہنے کو کوئی جگہ نہیں ہے۔ پلیز تم میرا راز رکھ لو۔'' وہ منت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ روزی نے اسے ایسے دیکھا اور پریشان ہوگئی۔ اس نے ماریہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

''نہیں بتاؤں گی، سسٹر میری! آپ مجھے اپنے دل کی باتیں بتا سکتی ہیں۔'' وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔ وہ ماریہ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس عرصے میں وہ ہی اس کے سب سے قریب رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ نیچے چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆

ناشتے کے بعد وہ کلاس میں بچوں کے ساتھ تھی۔ آج اس نے سفید رنگ کا فراک پہن رکھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بالوں کو گول مول کر کے سمیٹا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ میں کتاب پکڑے وہ دوسرے سے بورڈ پہ لکیریں کھینچ رہی تھی۔ سب بچے ان لکیروں کو کاپی پر لکھ رہے تھے۔ ماریہ انھیں ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہی تھی۔ سارے بچے ہمہ تن گوش تھے۔ روزی پہلے سے پڑھ چکی تھی مگر اسے ماریہ کے پڑھانے کا انداز اچھا لگا تھا۔

''سمجھ آرہی ہے ناں؟'' اس نے پوچھا۔

''یس، میم!'' سب نے ہم آواز کہا۔ وہ اب کلاس میں اسے میم کہتے تھے۔ ہر کام کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ انسان ان کو اپنائے

تو ہی اس کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

کلاس ختم ہوئی تو وہ انجلین کے کمرے میں چلی گئی۔

''ابھی نکلو گی؟''

''ہاں، بس جا رہی ہوں۔ جلدی جاؤں گی تو جلدی آؤں گی۔'' وہ عجلت میں بولی۔ ''تم مجھے لسٹ بنا دو۔''

وہ تیز تیز کام کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ کمرے میں بکھری چیزیں بھی سمیٹ رہی تھی۔ ''کتنی پیاری لگ رہی ہے یہ موٹی۔ دعا ہے کہ اسے بہت اچھا جیون ساتھی ملے۔'' وہ سوچ رہی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا اور ایک کاغذ پہ ضروری سامان لکھ دیا۔

''یہ لو۔'' اس نے کاغذ آگے کیا۔ انجلین نے اسے تھاما اور فوراً بیگ میں رکھ لیا مبادا کہ وہ بھول ہی جائے۔

''کیک آج بنانا ہے؟'' ماریہ نے اس سے پوچھا۔ وہ جان بوجھ کر اسے باتوں میں لگانا چاہ رہی تھی۔ اسے ایسا کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔ جب بھی انجلین نے بازار جانا ہوتا، وہ ایسے ہی ہڑبڑاہٹ میں کام کرتی تھی۔

''نہیں، کل۔'' وہ تیزی سے بولی۔ ایک بار پھر سے بیگ میں چیزیں دیکھیں۔ پیسے، دو فہرستیں، چند ایک اور چیزیں.....

ہاں، سب کچھ لے لیا ہے۔

اس نے سوچا۔

''کل کیوں؟''

''کیونکہ کل لیڈی مہر نے فورکس جانا ہے، ڈاکٹر کے پاس تو۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ''اچھا میں چلتی ہوں۔''

وہ فوراً باہر کی طرف مڑی۔ ''بائے بائے۔''

ماریہ ہنس دی۔ انجلین اس کی بہت اچھی دوست تھی۔ لیزا سے اب اس کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ شادی کے بعد بس شروع شروع میں وہ ہسپتال میں ملی تھیں۔ اس نے نوکری چھوڑی تو لیزا سے رابطہ بھی ختم ہو گیا۔ اچھا ہی ہوا کہ ختم ہو گیا۔ وہ لیزا کے ساتھ بتائے ہوئے چند دن یاد ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ بہت تلخ یادیں تھیں۔ وہ بھول ہی جائیں تو بہتر ہے۔ یہی تو وہ دن تھے جن پر وہ آج بھی خود کو ملامت کرتی تھی۔ کاش.....اس دن وہ ہسپتال نہ گئی ہوتی۔ کاش.....

اس نے سوچا۔

تمام سوچوں کو جھٹک کر وہ کچن میں چلی گئی۔ آج کھانا بنانا اس کے ذمہ تھا۔

☆☆☆☆☆

''یہ کتنے کا ہے؟'' سر پر پہنی نئی ہیٹ کو ایک طرف کرتے ہوئے انجلین نے دکاندار سے پوچھا۔

''دس ڈالرز کا۔'' دکاندار نے بتایا۔

''اف! رہنے دو۔'' اسے یہ پسند آیا تھا مگر اتنا مہنگا.....وہ فضول خرچی نہیں کرے گی۔

''ہیلوانجلین۔'' اپنے عقب سے آتی مردانہ آواز سن کر وہ پیچھے مڑی۔ سامنے رابرٹ کھڑا تھا۔

''اوہ.....ہیلورابرٹ! کیسے ہوتم؟'' وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

''میں ٹھیک ہوں۔ یہاں کیسے آنا ہوا؟ آج تو اتنی گرمی ہے۔''

سورج نے اپنی گرمی ہر طرف پھیلائی ہوئی تھی۔ آسمان پر بادل نہیں تھے۔ سورج ان کے سروں پر کھڑا تھا۔

''ہاں بس کچھ ضروری سامان لینا تھا۔''

''تو مجھے بتا دیتی۔'' رابرٹ فوراً بولا۔ وہ خوبصورت خوبرو نوجوان تھا۔ انجلین کو وہ بہت پیارا لگتا تھا۔

''نہیں، کوئی بات نہیں۔'' اس نے سر پہ ہیٹ درست کی۔ ''اچھا میں چلتی ہوں اب۔ کافی دیر ہو رہی ہے۔''

وہ آگے جانے لگی کہ رابرٹ نے اسے بلایا۔ ''ڈیڈ بھی یہیں ہیں۔ ان سے تو مل لو۔''

انجلین نے انکار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے سامنے والی دکان میں چلی گئی۔

''یہاں کب سے شفٹ ہوئے ہو؟'' انجلین کو نہیں معلوم تھا۔ وہ کافی دیر بعد یہاں آئی تھی۔ ان کی دکان تو دوسری طرف تھی۔

''بس ایک ہفتہ ہی ہوا ہے۔'' رابرٹ نے بتایا۔ وہ دکان میں داخل ہو چکے تھے۔ ''ڈیڈ! دیکھیں انجلین آئی ہے۔'' رابرٹ نے قدرے بلند آواز میں کہا۔ بوڑھے بروس نے اخبار سے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑی انجلین کو دیکھا اور مسکرا دیئے۔ اخبار کو تہہ لگا کر ایک طرف رکھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

''کیسے ہیں آپ؟'' انجلین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ بروس نے اسے اپنا حال احوال بتایا۔ پھر اسے چائے پیش کی۔ انجلین کو بہت دیر ہو رہی تھی۔ مگر وہ بروس کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بروس کی بہت عزت کرتی تھی۔

وہ تقریباً ایک گھنٹہ ان کے ساتھ بیٹھی رہی۔ اس دوران لیڈی صوفیہ سے بھی اس کی ملاقات ہوئی۔ وہ ایک بہت اچھی خاتون تھیں۔ انہوں نے انجلین کو کھانے کی پیشکش کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ وہ زیادہ دیر تو یہاں نہیں رہ سکتی تھی۔ وہاں سے نکل کر اس نے جلدی جلدی باقی چیزیں خریدیں۔ اتنے میں ہی تین سے اوپر وقت ہو چکا تھا۔ خریداری کے بعد انجلین نے بگھی روکی۔ وہ بگھی میں اپنا سامان رکھوا رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے دیوار پر لگے کاغذ پر پڑی۔ وہ حیران ہوئی اور اس تک گئی۔

وہاں کچھ لکھا تھا۔ چھ حروف کا ایک لفظ..... بڑا سا.....ساتھ میں ایک تصویر بھی بنی تھی۔

وہ تصویر.....

وہ جانتی تھی کہ یہ کون ہے۔

پر وہ انکار کرنا چاہتی تھی۔

آنکھیں مان رہی تھیں۔

ذہن نہیں مان رہا تھا۔

اسے پڑھنا تو آتا نہیں تھا۔

اسے تصویر کے علاوہ کچھ سمجھ نہ آیا۔

اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔

لوگ اپنی ہی دھن میں چل پھر رہے تھے۔

''چلیں؟'' بگھی بان کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

''ہاں۔'' وہ بے دھیانی میں بولی اور بگھی میں بیٹھنے لگی پر واپس اس کاغذ کو دیکھا اور دیوار سے الگ کر دیا۔ کونے سے کچھ حصہ اکھڑ گیا تھا مگر وہ تصویر اور انگریزی میں لکھا وہ لفظ ٹھیک تھے۔

کاغذ کو تہہ لگا کر اس نے بیگ میں رکھا اور بگھی میں بیٹھ گئی۔

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ تصویر وہاں کیوں تھی؟ بگھی کو ذرا جھٹکا لگا تو وہ ہوش میں آئی۔

سامان ٹھیک سے رکھا اور سوراخوں سے باہر دیکھنے لگی۔

بگھی پہاڑی پر چڑھ رہی تھی۔

سامنے جنگل اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ جنگل.....جنگل میں بہت کچھ ہونا ابھی باقی تھا۔

☆☆☆☆☆

تھوڑی دیر سب نے آرام کیا۔

سورج واپسی کا سفر طے کر رہا تھا۔ سنہری کرنیں کم ہوتی جا رہی تھیں۔ سفید بادلوں نے کرنوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ وہ بچوں کے ساتھ اخلاقیات کی کلاس میں تھی۔ آج اس نے کوئی کہانی نہیں سنائی تھی۔ وہ سب بس یوں ہی باتیں کرنے لگے۔

''آؤ بچو! میں آپ سب کو ایک چیز دکھاتی ہوں۔'' اس نے کہا تو سب بچے پر جوش ہو گئے۔

''کیا ہے سسٹر میری؟'' ول نے اشتیاق سے پوچھا۔

''پہلے آپ سب وعدہ کرو کہ اپنی آنکھیں نہیں کھولو گے۔''

''وعدہ۔'' وہ سب یک زبان ہو کر بولے۔

سارے ہی بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ماریہ انھیں ہال میں لے آئی اور آنکھیں بند کرنے کا کہا۔ وعدے کے مطابق سب نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سب ہنس رہے تھے۔ مسکرا رہے تھے۔ ان کے چہروں پر خوشی کے تاثرات تھے۔ ماریہ کو انھیں ایسے دیکھ کر بہت سکون ملا تھا۔

ان کا رخ زینوں کی طرف تھا۔

''گھوم جاؤ۔'' ماریہ نے اونچی آواز میں کہا تو وہ سب گھوم گئے۔

''آنکھیں نہیں کھولنیں۔''اس نے تائید کی۔ پھر بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیا۔ اب ان کا رخ باہر کی جانب تھا۔

''اب قدم بڑھاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں رکنا نہیں ہے اور آنکھیں بند ہی رکھنی ہیں۔''

وہ آگے بڑھنے لگے۔ ول سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے ایلس پھر جارج پھر نینسی تھی۔ نینسی کے پیچھے ایزابیل اور آخر میں روزلین تھی۔

ماریہ ان سب سے آگے تھی۔ وہ الٹے قدموں چل رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ انھیں احتیاط سے چلنے اور بار بار آنکھیں بند رکھنے کا بھی کہہ رہی تھی۔ بچے اپنا وعدہ نبھا رہے تھے۔ ماریہ کو سکون نے آن گھیرا۔

قطار میں چلتے چلتے انہوں نے ہال عبور کیا۔ ول کے چہرے پر خوشی سب سے زیادہ تھی۔ کچھ کچھ انھیں بھی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سب باہر جا رہے ہیں۔ ان کے چہروں پر روشنی پڑ رہی تھی۔ کھلے آسمان کی روشنی.....

جیسے ہی ول نے اورفن ایج سے باہر قدم رکھا تیز ہوا کا ایک جھونکا ول کے چہرے کو مس کرتا آگے چلا گیا۔ ول نے اپنے اندر تازگی محسوس کی۔ آزادی محسوس کی.....

ول باہر نکلا مگر آنکھیں بند تھیں۔ ماریہ نے اسے کندھے سے تھام کر ایک طرف کر دیا تھا۔ ایلس باہر نکلی۔ پھر جارج.....نینسی اور ایزابیل.....پھر روزی.....

سب نے تازہ ہوا کے جھونکے محسوس کیے تھے۔ ماریہ نے سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دیا تھا۔ وہ سب مسکرا رہے تھے اور ماریہ کے لیے یہ مسکراہٹ سب سے زیادہ اہم تھی۔

''آنکھیں کھولو۔''اس نے کہا۔

سب نے آنکھیں کھول لیں اور سامنے باہر کی دنیا کو دیکھ کر خوشی سے چیخ اٹھے۔ ماریہ کو اسی لمحے کا انتظار تھا۔ سب کو ایسے چیختا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔

''سسٹر میری!''ول آنکھوں میں آنسو لیے اس کے پاس آیا اور اس سے لپٹ گیا۔''آپ بہت اچھی ہیں۔''

ماریہ نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور باقی بچوں کو بھی آگے بلایا۔ وہ سب اس سے لپٹ گئے۔ وہ یہی تو دیکھنا چاہتی تھی۔

''لیڈی مہر نے اجازت دی تھی۔ آپ سب انہیں بھی شکریہ کہہ دینا۔''

''کیا سچ میں؟''نینسی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

ماریہ نے سب بچوں کو الگ کیا اور ان کے سامنے ذرا نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔

''لیڈی مہر سے میں نے بات کی تھی تو وہ مان گئیں۔ وہ بہت اچھی ہیں۔ بس غصے کی ذرا تیز ہیں۔ کوئی بات نہیں۔ ہر کوئی پرفیکٹ تو نہیں ہوتا ناں۔''وہ انہیں سمجھا رہی تھی اور وہ اس کی بات سمجھ رہے تھے۔''ہر انسان میں اچھائیاں اور برائیاں دونوں ہوتی ہیں۔ کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہوتا۔ اندر کا خالی پن کسی انسان کو سخت کر دیتا ہے اور کسی کو نرم۔ ہمیں دوسروں کو انسان ہونے کا مارجن دینا چاہیے۔ ایسا

کرنے سے ہمیں جو سکون ملے گا وہی سب سے قیمتی چیز ہے۔''

اس کی بات ٹھیک تھی۔

''چلو، تم سب کھیلو اب۔'' اس نے کہا تو سب مسکراتے ہوئے آگے چلے گئے۔ روزی وہیں کھڑی تھی۔

''کتنے خوش لگ رہے ہیں یہ سب۔'' روزی انھیں ہنستا کھیلتا دیکھ رہی تھی۔

''ہاں، روزی تمہیں پتا ہے کہ جب میں یہاں آئی تھی تو مجھے ان سے اتنا پیار نہیں تھا مگر اب..... یوں لگتا ہے جیسے میرے جینے کا مقصد ہی تم چھ بچے ہو۔ میں نے اپنا سب کچھ کھو دیا مگر اللہ نے مجھے یہ سب دے دیا۔ میری زندگی دوبارہ سے ایک ڈگر پہ آ گئی۔ میں روزانہ زبیر اور اپنی بیٹی کو یاد کرتی ہوں مگر جب میں ان سب کو دیکھتی ہوں تو مجھے اپنا دکھ کم لگتا ہے۔ میں نے اپنے پیاروں کے ساتھ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزارا ہے۔ انھوں نے تو اپنے پیاروں کو نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں ہے۔ نہ اپنے ماں باپ کے ساتھ وقت گزارا ہے۔ اتنا دکھ کم نہیں ہوتا۔ میں نے اور تم نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ وقت گزارا ہے۔ ان کو دیکھ کر مجھے اپنا دکھ کم لگتا ہے۔'' اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔''

''پھر اپنا گھر..... انہوں نے اپنا گھر نہیں دیکھا۔ یہیں پلے بڑھے ہیں۔ ایلس اور نینسی دو سال کی تھیں جب یہاں آئی تھیں۔ جارج اور ایزابیل بھی چھوٹے ہی تھے۔ دل تھوڑا بڑا تھا مگر پھر بھی..... اپنا گھر، ماں باپ چھوڑ کر ایسے رہنا بہت بڑی بات ہوتی ہے۔'' اس نے گہرا سانس لیا۔ آنسوؤں کو روکا۔ ''پھر کون سا کوئی بہت اچھا وقت گزرا ہے؟ لیڈی مہر نے انہیں کبھی باہر جانے ہی نہیں دیا۔ چلو وہ بھی مجبور تھیں مگر بچوں کی طرف سے دیکھا جائے تو کھیلنے کی عمر میں ایسے قیدیوں کی طرح رہنا کتنا غلط ہے۔ شکر یہ لیڈی مہر کا کہ انھوں نے میری بات کو سمجھا۔ اللہ کرے اب سب ٹھیک ہو جائے۔''

''جی۔''

ان کی باتیں ختم ہو چکی تھیں مگر دروازے کی اوٹ میں کھڑی اس اورفن ایج کی ملکہ لیڈی مہر نے میری کے منہ سے نکلا ایک ایک لفظ سن لیا تھا۔

اللہ.....

یہ نام.....

لیڈی مہر نے سن لیا تھا۔ کیا اب وہ ماریہ کو بھی اسی طرح ہی تنگ کریں گی جس طرح جیسمین کو کیا تھا؟ اگر ایسا ہی کرنا ہے تو انہوں نے اپنی غلطیوں سے کیا سیکھا؟ پر..... کیا پتا وہ اس بار ایسا کچھ بھی نہ کریں۔

وہ بدل چکی تھیں۔

بدلنا اچھائی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

''تم کیا یہ ہر وقت منہ میں پڑھتی رہتی ہو؟ کبھی وہ کتاب لے کر بیٹھ جاتی ہو اور کبھی کچھ اور..... مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔''سٹیفن اس دن گھر نہیں تھا۔لیڈی مہر نے جیسمین سے ذرا غصے سے کہا تھا۔وہ جب بھی اس سے بات کرتی تھیں ایسے ہی لہجے میں کرتی تھیں۔تلخ.....سخت.....کرخت.....

''میں.....''

''تم جادوگرنی ہو ناں؟''جیسمین نے ابھی اپنی بات کہی ہی نہیں تھی کہ لیڈی مہر بول پڑیں۔''یہی منتر پڑھ پڑھ کر تم نے میرے بیٹے کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔وہ مجھ سے بھی دور ہو گیا ہے۔یاد رکھنا.....''لیڈی مہر نے شہادت کی انگلی اٹھائی۔''میں تمہارے منصوبے کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔''ان کے انداز میں کتنی نفرت تھی۔جیسمین کچھ نہ بول سکی بس صبر کے گھونٹ اور آنسو پینے لگی۔

''میں کیوں آپ کو سٹیفن سے دور کروں گی؟ میرے سے زیادہ آپ کا حق ہے اس پہ مام۔''وہ بولی۔

''مت کہو مجھے مام۔''ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔''ایک جادوگرنی میری بیٹی نہیں ہو سکتی۔تم دیکھنا،ایک دن سٹیفن تمہیں خود یہاں سے نکالے گا۔''وہ حقارت سے کہتیں آگے بڑھ گئیں۔جاتے جاتے ذہن میں مزید کچھ کروا ہٹ آئی تو واپس مڑیں۔

''آئندہ میرے سامنے یہ منتر مت پڑھنا۔تمہاری نحوست کی وجہ سے ہی گریسن مرا ہے۔''

جیسمین کو یہ الفاظ بندوق سے نکلی گولی کی طرح لگے تھے۔وہ آنکھوں میں ڈھیڑوں آنسو لیے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔آج.....اتنے سالوں بعد لیڈی مہر کو ان آنسوؤں کا خیال آیا تھا۔وہ رو پڑیں اور دل میں جیسمین سے معافی مانگنے لگیں۔اگر انہیں تب ہی احساس ہو جاتا تو یہ سب نہ ہوتا۔آج وہ سب ایک ساتھ ہنسی خوشی رہ رہے ہوتے۔

گیا وقت ہاتھ آجائے تو انسان کی زندگی سے پچھتاوے نکل جاتے ہیں پر افسوس.....

ماریہ کے مسلمان ہونے کی حقیقت جان لینے کے بعد بھی ان کے دل میں اس کے لیے کوئی غلط بات نہیں آئی تھی۔وہ ایک مسلمان لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار چکی تھیں.....اب دوسری کو نہیں اتار سکتیں تھیں.....وہ اپنی غلطیوں سے سبق حاصل کر چکی تھیں۔

آنسو صاف کرنے کے بعد انہوں نے کتاب کھول لی اور پڑھنے لگیں۔

☆☆☆☆☆

''وہ دیکھو کنواں.....داوشنگ ویل.....''

وہ سب باغ میں کھیل رہے تھے۔نینسی سب کو بھاگ بھاگ کر پکڑ رہی تھی۔جارج پکڑا گیا تھا۔وہ ایک طرف کھڑا تھا جب اسے کنواں نظر آیا۔روزی بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ماریہ باغ سے ذرا دور بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔جارج کی بات پہ سب نے بھاگنا چھوڑ دیا۔سب جارج کے پاس آئے۔جارج نے ہاتھ سے کنویں کی طرف اشارہ کیا تو سب کنواں دیکھ کر حیران رہ گئے۔روزی کے علاوہ.....

''چلو وہاں چلتے ہیں۔''ایزابیل نے کہا اور سب فوراً کنویں کی طرف چل پڑے۔روزی نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔

اسی دوران ماریہ اندر چلی گئی۔اس نے بچوں کو کنویں تک جاتے نہیں دیکھا تھا۔

''میں دعا کرتی ہوں کہ کل میرا پیپر اچھا ہو جائے۔'' نینسی نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

''ہم سب کا پیپر اچھا ہو جائے۔'' ایزابیل نے اضافہ کیا۔روزی ان پانچوں سے ذرا پیچھے کھڑی تھی۔

''ہاں،اور سسٹر میری ہمیں کل کیک بنا کر کھلائیں۔'' جارج نے کہا۔

''میری بات سنو۔'' ول نے جیسے انہیں ٹوکا۔

''کیا ہوا؟'' ایلس نے اس سے پوچھا۔

''کنویں کو پہلے کوئی چیز دو۔اس کے بعد ہی وہ ہماری دعا سنے گا۔'' ننھا ول.....

روزی اس کی بات پہ مسکرا دی۔وہ خاموش کھڑی سب کو دیکھ رہی تھی۔

''ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔'' ایزابیل نے افسردگی سے کہا۔

''میں اپنی پن دے دیتی ہوں۔اسے پتا ہی ہوگا ہمارے پاس سکے نہیں ہیں۔'' ایلس نے کہا اور بالوں میں سے پن اتار کر کنویں میں پھینک دی۔

معصوم بچے.....

وہ سب خوش ہو گئے کہ اب ان کی دعا رد نہیں ہوگی۔

وہ سارے کنویں کے گرد ہی جمع تھے جب گھوڑوں کے رکنے کی آواز آئی۔سب نے بیک وقت اس طرف دیکھا۔بگھی کا دروازہ کھول کر انجلین باہر نکلی۔بچوں کو ایسے باہر دیکھ کر خوشگوار حیرت کا شکار تھی۔بگھی بان نے انجلین کا سامان نیچے رکھا۔انجلین نے پیسے دیے اور بچوں کو اپنے پاس بلایا۔وہ سب بھاگتے ہوئے اس تک آئے۔ان کے چہروں پہ خوشی کا عنصر نمایاں تھا۔

''کیسا لگا سرپرائز؟'' انجلین نے ول کے گال پہ پیار سے ہاتھ پھیرا۔

''بہت اچھا۔'' وہ ہنستے ہوئے بولا۔انجلین کو انہیں خوش دیکھ کر دلی مسرت ہوئی تھی۔اس نے بچوں کو ایک ایک تھیلا پکڑایا اور سب کو لیے اندر چلی گئی۔شام ڈھلنے کے قریب تھی۔سورج اپنا سفر مکمل کرنے ہی لگا تھا۔آسمان پہ اسی وقت سرمئی بادلوں نے گھیرا ڈال لیا تھا۔

☆☆☆☆☆

رات پوری طرح سے آسمان کو کالا کر چکی تھی۔دور افق پہ آدھا چاند نظر آ رہا تھا۔اور فن ایج پہ چھائے سرمئی بادل برسنے کو تیار کھڑے تھے۔شاید انہیں کسی دھماکے دار خبر کا انتظار تھا۔وہ خبر انجلین کے پاس تھی۔اس کے بیگ میں.....اُس کاغذ پہ.....

رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔جاتے جاتے انجلین نے ماریہ کو اپنے کمرے میں آنے کا کہا۔وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اس کے کمرے میں چلی گئی۔

''کیا ہوا انجلین؟ تم جب سے آئی ہو کچھ پریشان پریشان سی لگ رہی ہو۔'' ماریہ اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھی تھی۔سائڈ ٹیبل پہ

لالٹین روشن تھا۔انجلین نے اسے دیکھا تو ماریہ نے ابرو اچکائے جیسے سوال کیا ہو۔

''بتاؤ بھی۔'' وہ متجسس انداز میں بولی۔

انجلین نے ہمت کی اور بیگ میں سے تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس کے سامنے کیا۔ماریہ کے چہرے پہ حیرت اور سوال نمایاں تھا۔

''یہ کیا ہے؟''

''کھول کے دیکھو۔''

ماریہ نے پہلی تہہ کھولی۔کاغذ ایک طرف سے اکھڑا ہوا تھا۔اس نے دوسری تہہ کھولی تو کاغذ سارا ہی کھل گیا۔سامنے ہی انگریزی کا چھ حروف کا ایک لفظ گہری سیاہی سے لکھا تھا۔ساتھ میں تصویر بنی تھی۔

تصویر.....اس تصویر میں وہ چہرہ.....

وہ یہ چہرہ پہچانتی تھی.....

تصویر اس کی تھی.....

چہرہ اسی کا تھا.....

''یہ.....'' اس کے پاس بولنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔اس نے انگریزی میں لکھی باتیں پڑھیں۔

''میری بین سن نامی قاتلہ اپنے شوہر کا قتل کر کے فرار ہو چکی ہے۔وہ بہت خطرناک قاتلہ ہے۔میری بین سن کا پتا بتانے والے کو بھاری رقم بطور انعام دی جائے گی۔''

اس کے لیے.....یہ موت کا پیغام تھا.....

ویلما.....وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟

زبیر تو مر چکا ہے.....پھر وہ کیوں اب.....؟

وہ کیا کرے گی؟

وہ کہاں جائے گی؟

وہ بھاگ سکتی ہے کیا؟

نہیں.....

بچوں کا کیا ہوگا؟

میں کہاں جاؤں گی؟

اوہ.....اللہ.....کیا میں پھر سے برباد ہونے لگی ہوں؟ میرا سب کچھ ایک بار پھر سے مجھ سے چھین لیا جانے والا ہے؟

یہ سب سوچ سوچ کر اس کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔ایک نئی مصیبت.....ایک نئی آزمائش.....

''میری.....''انجلین کی آواز پہ وہ چونکی۔اس کے چہرے پہ دہشت نمایاں تھی۔''کیا ہوا ہے؟ یہاں کیا لکھا ہے؟''انجلین کا سوال اسے تیر سے بھی زیادہ زور سے لگا۔اس کے دل کی دھڑکن اسے واضح محسوس ہو رہی تھی۔اس کی گھبراہٹ میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔

''یہ تصویر تمہاری ہے ناں؟ بتاؤ میری۔''انجلین نے فکرمندی سے پوچھا۔

ماریہ نے گھبراہٹ کے عالم میں نفی میں سر ہلایا۔

''ن.....نہ.....نہیں انجلین۔یہ میں نہیں ہوں۔یہ میں نہیں ہوں۔میری ہم شکل ہو سکتی ہے پر میں نہیں ہوں۔''وہ دہشت زدہ سی بولی۔

''پھر کون ہے؟ اور یہاں کیا لکھا ہے؟''

''مجھے نہیں پتا یہ کون ہے پر تم میرا یقین کرو۔یہ میں نہیں ہوں۔یہ کوئی اور ہے۔''اسے لگا اس کا دل ابھی باہر آ جائے گا۔

''مگر.....''

''انجلین.....تمہیں مجھ پہ یقین ہے ناں؟ پلیز، پلیز۔یقین کرو یہ میں نہیں ہوں۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔''اس کی آنکھوں کے گرد پانی جمع ہونے لگا تھا۔وہ ڈری ہوتی تھی.....سہمی ہوئی تھی.....انجلین نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔وہ رونے لگ گئی تھی۔انجلین نے اسے اتنا سہما ہوا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔وہ خود بھی پریشان ہو گئی تھی۔

''اچھا، اب اس کے بارے میں ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔تم ریلیکس ہو جاؤ۔''انجلین کی یہ بات اس کے لیے ایسی تھی جیسے صحرا میں چلتے چلتے انسان کو ٹھنڈا اور وافر مقدار میں پانی مل جاتا ہے۔

آنسو صاف کرتی وہ اس سے الگ ہوئی اور بنا کچھ بولے کمرے سے چلی گئی۔انجلین نے گہری سانس لی۔وہ اس کا ایسا رویہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

☆☆☆☆☆

بارش شروع ہو چکی تھی۔

ماریہ اوپر کمرے میں آ چکی تھی۔جلدی جلدی اس نے قلم اور کاغذ پکڑا اور لکھنا شروع کر دیا۔اتنا لکھا.....اتنا لکھا کہ دس صفحات ہی بھر دیے۔آنسو اس کی آنکھوں سے یوں گر رہے تھے جیسے سوکھے پتے درخت سے.....

لکھنے کے بعد اس نے کاغذ اپنی الماری میں رکھے۔پتا نہیں اس نے وہ سب کیوں لکھا تھا؟ اس کا فائدہ شاید اسے آگے جا کر ہو گا؟ شاید اسکا فائدہ کسی اور کو بھی ہو گا۔

وہ روزی کے برابر میں لیٹ گئی۔آنسو گرنا اب بند ہو چکے تھے۔باہر بارش کی رفتار میں بھی کمی آ چکی تھی۔

وہ سونا چاہتی تھی مگر اس کا دماغ کاغذ پہ لکھی باتوں کی طرف تھا۔

شوہر کا قتل.....خطرناک قاتل.....فرار.....بھاری رقم.....

کتنی دیر کروٹین بدلنے کے بعد ہی اسے نیند آئی تھی۔آخری بات جو اس کے ذہن کے پردے پر جگمگا رہی تھی وہ.....کاغذ پہ گہرا کر کے لکھا ہوا لفظ تھا۔

چھ حروف کا بنا ایک لفظ.....

WANTED

☆☆☆☆☆